Institutes of the Christian Religion

مسیحی مذہب کی بنیادی تعلیمات

VOL. 4

کتاب نمبر ۱:

حقیقی کلیسیا: ہماری روحانی ماں اور اتحاد کا بندھن

مصنف: جان کیلون

مترجم: سلیمان شہزاد

Reformed by TRUTH

Covenant God-Covenant People

Institutes of the Christian Religion

مسیحی مذہب کی بنیادی تعلیمات

Reformed by TRUTH

Covenant God-Covenant People

Translated
By
Suleman Shahzad
(MIB-France, M.Div (Continue)-USA)
Reformed by TRUTH

جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

Duplication of this document is permitted for personal, private use only.

صرف ذاتی اور نجی استعمال کے لیے نقل کی اجازت ہے، فروخت کے لیے نہیں۔

CC BY NC SA Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International

NOT FOR SALE

Urdu Edition 2026

Copyright © Reformed by TRUTH

www.Reformedbytruth.com

کتاب 1

حقیقی کلیسیا: ہماری روحانی ماں اور اتحاد کا بندھن

مصنف: جان کیلون

مترجم: سلیمان شہزاد

Not For Sale

فہرستِ مضامین

مصنف کا تعارف:

مترجم کی تمہید:

باب 1: کلیسیا کی اہمیت اور اس کی ضرورت

باب 2: کلیسیا اور رسولوں کے عقیدے (ایمان کے اقرار) کا آپس میں کیا تعلق ہے؟

باب 3: مقدسین کی رفاقت

باب 4: ظاہری کلیسیا جو کہ تمام مقدسین کی ماں ہے

باب 5: کلیسیا کے ذریعے تعلیم: اس کی قدر و اہمیت اور اس کی ذمہ داری

باب 6: خدمت (منسٹری) کا مطلب اور اس کی حدیں

باب 7: ظاہری اور پوشیدہ کلیسیا

باب 8: ہمارے فیصلے کی حدود

باب 9: کلیسیا کی نشانیاں اور اُن کا ہمارے فیصلوں میں استعمال

باب 10: کلیسیا کی نشانیاں اور اُس کا اختیار

باب 11: نشانیوں کی ناقابلِ تردید اہمیت

باب 12: نشانیوں پر توجہ دینا بے وجہ علیحدگی سے بچاتا ہے

باب 13: کلیسیا میں بُرائی دیکھ کر اُسے چھوڑ دینا درست نہیں

باب 14: پولس رسول اور اُس کی جماعتوں کی حالت

باب 15: بُرے لوگوں کے ساتھ رفاقت کا مسئلہ

باب 16:	کامل ہونے کا جھوٹا دعویٰ بگڑی ہوئی سوچ سے پیدا ہوتا ہے

باب 17:	کلیسیا کی پاکیزگی

باب 18:	نبیوں کی مثالیں

باب 19:	مسیح اور اُس کے رسولوں کی مثال

باب 20:	گناہوں کی معافی اور کلیسیا

باب 21:	کلیسیا کے ارکان کے لیے دائمی معافی

باب 22:	چابیوں کا اختیار

باب 23:	تمام ایمانداروں کو اپنے گناہوں کی معافی طلب کرنی چاہیے

باب 24:	عہدِ قدیم میں گناہگار ایمانداروں پر خدا کا کثرت سے فضل: " شریعت"

باب 25:	عہدِ قدیم میں گناہگار ایمانداروں پر خدا کا کثرت سے فضل: "انبیا"

باب 26:	عہدِ جدید میں گناہگار ایمانداروں پر خدا کا کثرت سے فضل

باب 27:	گناہ کرنے والی کلیسیاؤں پر خدا کا کثرت سے فضل

باب 28:	کیا صرف وہی گناہ معاف ہوتے ہیں جو انجانے میں کیے جائیں؟

باب 29:	قدیم کلیسیا میں "دوسری توبہ" کا سوال

مصنف کا تعارف:

جان کیلون (1509–1564) ایک عظیم فرانسیسی مسیحی عالم اور اصلاحی پروٹسٹنٹ کلیسیا کے اہم ستونوں میں سے ایک تھا۔ اُس نے اپنی پوری زندگی خدا کے کلام کی خدمت اور کلیسیا کی اصلاح کے لیے وقف کر دی۔ کمزور صحت اور شدید مخالفت کے باوجود، اُس کی مسلسل محنت، دُعا اور علمی بصیرت نے جنیوا (Geneva) کو اصلاحی پروٹسٹنٹ ایمان کا مرکز بنایا اور پورے یورپ پر دیرپا اثر ڈالا۔

اُن کی شہرۂ آفاق تصنیف "مسیحی مذہب کی تعلیمات" (Institutes of the Christian Religion)، جو چار جلدوں پر مشتمل ہے، پہلی بار 1536ء میں شائع ہوئی۔ یہ کتاب مسیحی عقائد کو آسان، منظم اور بائبلی انداز میں پیش کرنے کے لیے لکھی گئی تھی تاکہ ایماندار اپنے ایمان میں مضبوط رہیں اور کلیسیا کے ساتھ وفاداری اور اتحاد میں جڑے رہیں۔

وقت کے ساتھ یہ کتاب مزید وسعت پاتی گئی اور آج بھی اصلاحی پروٹسٹنٹ مسیحیت کی ایک بنیادی اور معتبر دستاویز کے طور پر سمجھی جاتی ہے، جو ایمان، فہم اور روحانی وفاداری کی روشن مثال پیش کرتی ہے۔

مترجم کی تمہید:

میں اُس لائق مالک کا نالائق خادم ہوں جس نے اس ناقابل کو اپنی کلیسیا کی اصلاح اور قابلیت کے لیے استمال کیا۔ میری عاجزانہ دُعا ہے کہ جان کیلون کے اس عظیم کام کے ذریعے خداوند اپنی روشنی کا نور پھیلائے، پاکستانی کلیسیا میں علمی اور روحانی اندھیروں کو دُور کرے، اور خادمین، رہنماؤں اور عوام کے دل و دماغ کو روشن کرے۔

اس ترجمے کا مقصد صرف یہی ہے کہ ایماندار اپنے رب کے قریب آئیں، اپنے ایمان میں مضبوط ہوں، اور کلیسیا کی تعمیر اور خدمت میں حصہ ڈالیں۔ خدا کرے یہ ترجمہ نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا بھر میں اُردو بولنے والے لوگوں کے لیے علم، رہنمائی اور روحانی بیداری کا روشن ذریعہ بنے، تاکہ زندہ خدائے واحد یسوع مسیح ناصری کے نام کو جلال ملے۔

یہ کتاب تین حصوں میں تقسیم ہے:

اوّل: عقیدہ (Creed) کے اُس مضمون کی مختصر وضاحت جو "مقدس کیتھولک یعنی عالمگیر کلیسیا" اور "مقدسین کی شراکت" کے بارے میں ہے۔ اس کے ساتھ وہ بنیادیں بھی بیان کی گئی ہیں جن پر کلیسیا ہماری تعظیم و احترام کا حق رکھتی ہے۔ (باب 1 تا 6)

دوم: کلیسیا کی علامات (نشانیوں) کا بیان۔ (باب 7 تا 9)

سوم: مقدس کیتھولک کلیسیا اور مقدسین کی شراکت سے وابستہ رہنے کی ضرورت۔ اس سلسلے میں نوویشیوں (Novatians)، انابپٹسٹس (Anabaptists) اور دیگر تفرقہ ڈالنے والوں کی غلطیوں کی تردید۔ (باب 10 تا 29)

کیتھولک* = یہاں کیتھولک کا مطلب رومن کیتھولک کلیسیا نہیں بلکہ عالمگیر کلیسیا سے ہے

تقسیمِ ابواب:

- پاک کیتھولک کلیسیا جو کہ تمام ایمانداروں کی ماں ہے۔ (باب 1-4)
- کلیسیا کے خادم، جو خدا کی طرف سے کلام کرتے ہیں، حقیر نہ سمجھے جائیں، (باب 5–6)
- ظاہری کلیسیا: اس کی رکنیت اور وہ نشانیاں جن سے وہ پہچانی جاتی ہے، (باب 7–9)
- ایسی کلیسیا جس میں یہ نشانیاں موجود ہوں، چاہے اُس میں کتنی ہی کمزوریاں ہوں، اُسے نہیں چھوڑنا چاہیے: تفرقہ کا گناہ (باب 10-16)
- کلیسیا کی نامکمل پاکیزگی تفرقہ کا جواز نہیں، بلکہ اسی میں گناہوں کی معافی کا عمل جاری رہتا ہے (باب 17-22)
- ایمانداروں کی جماعت میں معافی کی مثالیں، (باب 23-29)

1. کلیسیا کی اہمیت اور اس کی ضرورت:

پچھلی کتاب میں یہ بتایا گیا ہے کہ انجیل پر ایمان لانے کے ذریعے مسیح ہمیں حاصل ہوتا ہے، اور ہم اُس نجات اور ابدی برکت میں شریک ہوتے ہیں جو اُس نے ہمارے لیے حاصل کی۔ لیکن چونکہ ہماری لاعلمی اور سستی (بلکہ میں یہ بھی کہوں گا کہ ہمارے ذہن کی فضول خیالی) کو بیرونی مدد کی ضرورت ہوتی ہے، تاکہ ہمارے اندر ایمان پیدا ہو، بڑھے اور آخرکار اپنی تکمیل تک پہنچے، اس لیے خدا نے ہماری کمزوری کو مدِنظر رکھتے ہوئے بہت سے سہارے مہیا کیں۔ اُس نے انجیل کی مؤثر منادی کو محفوظ کرنے کے لیے یہ خزانہ کلیسیا کے سپرد کیا۔

خدا نے پادری (چرواہے) اور اُستاد مقرر کیں، تاکہ وہ اپنی زبان سے اُس کے لوگوں کی روحانی تربیت کریں (افسیوں 11:4)۔ اُس نے اُنہیں اختیار بخشا ہے، اور یوں ایسی کوئی چیز نہیں چھوڑی جو ایمان میں یگانگت اور درست نظم و ضبط کے لیے ضروری نہ ہو۔ خاص طور پر، اُس نے مقدس رسومات (Sacraments) مقرر کیں، جو ہم اپنے تجربے سے جانتے ہیں کہ ایمان کو مضبوط بنانے اور قائم رکھنے میں نہایت مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ چونکہ ہم جسم کی قید میں ہیں اور ابھی فرشتوں کے مقام تک نہیں پہنچے، خدا نے اپنی حیرت انگیز حکمت سے ہماری سمجھ کے مطابق ایک ایسا طریقہ مقرر کیا ہے کہ اگرچہ ہم خدا سے بہت دور ہیں، پھر بھی ہم اُس کے قریب آسکیں۔

لہٰذا، درست ترتیب یہ ہے کہ پہلے ہم کلیسیا، اُس کی حکومت، نظم و نسق اور اختیار کو بیان کریں؛ پھر مقدس رسومات کو؛ اور آخر میں شہری حکومت کو۔ ساتھ ہی ہم دیندار قارئین کو پوپ کے نظام (پوپائیت) کی اُن خرابیوں سے خبردار کریں جن کے ذریعے شیطان نے اُن سب چیزوں کو بگاڑ دیا ہے جو خدا نے ہماری نجات کے لیے مقرر کی تھیں۔

میں کلیسیا سے آغاز کروں گا، جس کی آغوش میں خدا کو یہ پسند آیا کہ وہ اپنے بچوں کو جمع کرے — نہ صرف اس لیے کہ جب وہ روحانی طور پر چھوٹے اور کمزور ہوں تو کلیسیا اُن کی پرورش کرے، بلکہ اِس لیے بھی کہ جب وہ بڑے ہوں، تو کلیسیا اُنہیں ماں کی طرح سنبھالے اور ایمان کی تکمیل تک اُن کی رہنمائی کرے۔ پس جیسے خُدا نے جوڑا ہے اُسے آدمی

جُدا نہ کرے۔ (مرقس 9:10)۔ جن کا خدا باپ ہے، کلیسیا اُن کی ماں بھی ہونی چاہیے۔ یہ بات صرف شریعت کے دور میں ہی سچ نہ تھی، بلکہ مسیح کی آمد کے بعد بھی درست ہے؛ کیونکہ پولُس رسول فرماتا ہے کہ ہم نئے اور آسمانی یروشلیم کے فرزند ہیں (گلتیوں 26:4)۔

2. کلیسیا اور رسولوں کے عقیدے (ایمان کے اقرار) کا آپس میں کیا تعلق ہے؟

جب ہم رسولوں کے عقیدے میں یہ اقرار کرتے ہیں کہ ہم کلیسیا پر ایمان رکھتے ہیں، تو اس سے مراد صرف وہ ظاہری کلیسیا نہیں ہوتی جس کا ہم یہاں ذکر کر رہے ہیں، بلکہ خدا کے تمام چُنے ہوئے لوگ بھی مراد ہوتے ہیں، جن میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔ اسی وجہ سے یہاں لفظ "ایمان رکھنا" استعمال کیا گیا ہے، کیونکہ اکثر اوقات خدا کے بچوں اور بے دین لوگوں میں، اُس کے حقیقی ریوڑ اور بے قابو ہجوم میں کوئی واضح فرق نظر نہیں آتا۔

لفظ "میں" (یعنی کلیسیا میں ایمان رکھنا) اکثر شامل کیا جاتا ہے، لیکن اس اضافے کی کوئی مضبوط دلیل نہیں ملتی۔ میں مانتا ہوں کہ یہ صورت زیادہ عام ہے اور قدیم زمانے کی تائید بھی رکھتی ہے، کیونکہ نقیہ کے عقیدے (Nicene Creed) میں، جیسا کہ کلیسیائی تاریخ میں نقل ہوا ہے، یہ حرفِ جار شامل کیا گیا ہے۔ تاہم ابتدائی مصنفین کی تحریروں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قدیم زمانے میں جو عبارت بلا اختلاف قبول کی جاتی تھی وہ "کلیسیا پر ایمان رکھنا" تھی، نہ کہ "کلیسیا میں ایمان رکھنا"۔ یہی اسلوب آگسٹین نے استعمال کیا، اور اُس قدیم مصنف نے بھی، جس کی کتاب **تشریحِ عقیدہ** (De Symboli Expositione) قپریان کے نام سے موجود ہے۔ اُنہوں نے صاف طور پر یہ بات کہی کہ حرفِ جار کے اضافے سے عبارت نامناسب ہو جاتی ہے، اور اس کے لیے مضبوط دلائل بھی پیش کیے۔

جب ہم یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہم خدا پر ایمان رکھتے ہیں، تو اس سے مراد یہ ہوتا ہے کہ ہمارا ذہن اُسے سچا مان کر اُس پر ٹکا ہوا ہے، اور ہمارا پورا بھروسا اُسی پر ہے۔ لیکن یہی بات کلیسیا کے بارے میں نہیں کہی جا سکتی، جیسے کہ گناہوں کی معافی یا جسم کے جی اُٹھنے کے بارے میں نہیں کہی جاتی۔ اس لیے اگرچہ میں الفاظ پر جھگڑا کرنا نہیں چاہتا، پھر

بھی میں درست اور مناسب انداز کو اختیار کرنا بہتر سمجھتا ہوں، کیونکہ وہی اصل مطلب کو بہتر طور پر ظاہر کرتا ہے، بجائے اُن الفاظ کے جو معنی کو بار بار دھندلا دیتے ہیں۔

یہ بات ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ اگرچہ شیطان پوری کوشش کرتا ہے کہ مسیح کے فضل کو مٹا دے، اور خدا کے دشمن پوری شدت سے اس میں لگے ہوئے ہیں، پھر بھی خدا کا فضل کبھی بھی ختم نہیں ہو سکتا۔ مسیح کا خون نہ تو کبھی بے اثر رہ سکتا ہے اور نہ ہی اُسے پھل لانے سے روکا جا سکتا ہے۔ اس لیے ہمیں خدا کے لوگوں کا چُناو اور اُن کے باطنی بُلاوے (یعنی اندرونی رہنمائی) کو بھی دیکھنا چاہیے، کیونکہ صرف خدا جانتا ہے کہ کون اُس کا ہے (2 تیمتھیس 19:2)۔ جیسا کہ پولُس رسول کہتا ہے کہ، خدا اپنے لوگوں پر اپنی مہر لگا کر رکھتا ہے (افسیوں 13:1)۔ اسی کے ساتھ وہ اُس کی نشانیاں بھی رکھتے ہیں، اور اس طرح رد کیے گئے لوگوں سے الگ پہچانے جاتے ہیں۔

اگرچہ خدا کے برگزیدہ لوگ تعداد میں تھوڑے اور دنیا کی نظر میں حقیر سمجھے جاتے ہیں، مگر وہ خدا کے نزدیک ایسے ہی ہیں جیسے گندم کے چند دانے بھوسے کے ڈھیر میں چھپے ہوں۔ اس لیے خدا ہی بہتر علم رکھتا ہے کہ اُس کی حقیقی کلیسیا کون ہے، کیونکہ یہی علم اُس کے برگزیدوں کے چُناؤ کی بنیاد ہے۔ یہ کافی نہیں ہے کہ ہم صرف خیال اور ارادے میں ہی برگزیدہ لوگوں کی جماعت کو قبول کریں۔ بلکہ ہمیں کلیسیا کی اُس یگانگت کو بھی تسلیم کرنا چاہیے جس میں ہمیں حقیقی طور پر پیوند کیا گیا ہے۔ کیونکہ جب تک ہم اپنے سر یعنی مسیح کے تحت تمام دیگر اراکین کے ساتھ متحد نہیں ہوتے، تب تک مستقبل کی میراث کی کوئی اُمید ہمارے لیے موجود نہیں ہوتی۔

اسی لیے کلیسیا کو "کیتھولک" یعنی "عالمگیر" کہا گیا ہے (آگسٹین، خط 48) – کیونکہ دو یا تین کلیسیائیں بنا لینا گویا مسیح کو تقسیم کرنا ہے، جو کہ ناممکن ہے۔ خدا کے تمام برگزیدہ لوگ مسیح میں ایک ہیں، بالکل ایسے ہی جیسے ایک بدن کے مختلف اعضاء ایک دوسرے سے جُڑے ہوتے ہیں۔ وہ ایک ہی روح، ایمان، اُمید، اور محبت کے تحت زندہ رہ کر ایک ہی خدا اور مسیح کے شریک ہوتے ہیں، اور ابدی زندگی کی ایک ہی میراث کے لیے بُلائے گئے ہیں۔ اگرچہ ہمیں چاروں طرف کلیسیا کی بربادی نظر آتی ہے، پھر بھی ہمیں یقین رکھنا چاہیے کہ مسیح کی موت رائیگاں نہیں گئی – بلکہ

خدا اپنی کلیسیا کو ایک طرح سے چھپائے ہوئے محفوظ رکھتا ہے۔ جیسے ایلیاہ سے کہا گیا تھا: "میں نے اسرائیل میں اپنے لیے سات ہزار بچا رکھے ہیں" (1 سلاطین 18:19)۔

3. مقدسین کی رفاقت:

مزید یہ کہ رسولوں کے عقیدے کی یہ عبارت کسی حد تک ظاہری کلیسیا سے بھی تعلق رکھتی ہے، تاکہ ہم میں سے ہر ایک خدا کے تمام بچوں کے ساتھ بھائی چارے کا میل جول قائم رکھے، کلیسیا کے جائز اختیار کو تسلیم کرے، اور مختصراً ہم سب کو اپنے آپ میں ریوڑ کی بھیڑوں کی طرح برتاؤ کرنا چاہیے۔ اسی وجہ سے ایک اور فقرہ شامل کیا گیا ہے، یعنی "مقدسین کی رفاقت"۔ اگرچہ قدیم مصنفین اکثر اس فقرے کو چھوڑ دیتے تھے، مگر یہ نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ یہ کلیسیا کی حقیقت کو بہت خوبصورتی سے بیان کرتا ہے۔ گویا یہ کہا گیا ہو کہ مقدسین مسیح کی رفاقت میں اس شرط کے ساتھ متحد ہیں کہ جو بھی برکتیں خدا اُنہیں دیتا ہے، وہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ بانٹی جائیں۔

لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ سب کو ایک جیسی نعمتیں ملتی ہیں، کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ روح کی بخششیں مختلف طرح سے سب میں تقسیم کی گئی ہیں۔ اور یہ بات دنیاوی نظام کے بھی خلاف نہیں، جہاں ہر شخص کو حق ہے کہ وہ اپنی ذاتی چیزیں اور وسائل اپنے پاس رکھے، کیونکہ انسانوں کے درمیان امن کو برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ ان کے درمیان ملکیت کے واضح حقوق ہوں۔ پھر بھی ایک کمیونٹی کا تصور ہے، جیسے لوقا بیان کرتا ہے کہ: "اِیمان داروں کی جماعت ایک دِل اور ایک جان تھی،" (اعمال 32:4)؛ اور پولُس جب افسیوں کو یاد دلاتا ہے کہ: "ایک ہی بدن ہے اور ایک ہی رُوح۔ چُنانچہ تُمہیں جو بُلائے گئے تھے اپنے بُلائے جانے سے اُمّید بھی ایک ہی ہے۔" (افسیوں 4:4)۔ لہٰذا اگر وہ واقعی یہ یقین رکھتے ہیں کہ خدا ان سب کا مشترکہ باپ ہے اور مسیح ان کا مشترکہ سربراہ ہے، تو وہ ایک دوسرے کے ساتھ بھائی چارے کی محبت میں متحد ہوتے ہوئے، ایک دوسرے کے ساتھ اپنی برکات باہمی طور پر بانٹیں گے۔

اس کے بعد، ہمارے لیے یہ جاننا انتہائی اہم ہے کہ اس سے ہمیں کیا فائدہ پہنچتا ہے۔ کیونکہ جب ہم کلیسیا پر ایمان رکھتے ہیں، تو اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہم یہ پختہ یقین کر سکیں کہ ہم اس کے رکن ہیں۔ اور ہماری نجات ایک ایسی

انتہائی مضبوط اور یقینی بنیاد پر قائم ہے کہ اگر دنیا کی ساری ساخت بھی تباہ ہو جائے، تب بھی اسے تباہ نہیں کیا جا سکتا۔ سب سے پہلے، یہ کہ اس کا تعلق خدا کے لوگوں کے چُناؤ کے ساتھ جڑا ہوا ہے جو نہ تو بدل سکتا ہے اور نہ ہی ناکام ہو سکتا ہے، بلکل ایسے ہی جیسے خدا کی ابدی تدبیر جو کبھی نہیں بدلتی۔ پھر یہ کسی نہ کسی طرح مسیح کی ثابت قدمی سے جڑا ہوا ہے، جو اپنے وفادار پیروکاروں کو اپنے سے الگ ہونے نہیں دیتا، جیسے وہ اپنے جسم کے اعضاء کو جدا ہونے نہیں دیتا۔ ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ جب تک ہم کلیسیا کی آغوش میں رہتے ہیں، ہمیں یقین ہوتا ہے کہ سچائی ہمارے ساتھ رہے گی۔

آخرکار، ہمیں یہ احساس ہوتا ہے کہ ہم خدا کے اُن وعدوں میں بھی شریک ہیں کہ "کوہِ صِیُّون اور یروشلم میں نجات ہوگی" (یوایل 32:2؛ عبدیاہ 17)؛ "خُدا اُس میں ہے۔ اُسے کبھی جُنبش نہ ہو گی۔" (زبور 5:46)۔ کلیسیا کے ساتھ رفاقت ہماری خدا کے ساتھ رفاقت کے لیے بہت فائدہ مند ہے۔ اس کا اندازہ خود لفظ "رفاقت" سے ہوتا ہے۔ کیونکہ جب ہمیں یہ یقین دلایا جاتا ہے کہ خدا اپنے لوگوں کو جو کچھ بھی دیتا ہے وہ ہمارا بھی ہے، تو اُن پر عطا کی گئی تمام برکتیں ہماری اُمید کو مضبوط کرتی ہیں۔

لیکن کلیسیا کی اس وحدت کو اس طرح قبول کرنے کے لیے، جیسا کہ میں نے کہا، ضروری نہیں کہ ہم اُسے اپنی آنکھوں سے دیکھیں یا اپنے ہاتھوں سے چھوئیں۔ بلکہ چونکہ یہ ایمان کے دائرے میں رکھی گئی ہے، اس لیے ہمیں یاد دلایا جاتا ہے کہ ہماری سوچ اُس پر اُسی طرح قائم رہے جب وہ ہماری نظر سے اوجھل ہو، جیسے اُس وقت جب وہ ظاہری طور پر سامنے ہو۔ نہ ہی ہمارا ایمان اس وجہ سے کمزور ہوتا ہے کہ وہ ایسی بات کو قبول کرتا ہے جو ہمیں معلوم نہیں، کیونکہ یہاں ہمیں یہ حکم نہیں دیا گیا کہ ہم چُنے ہوئے اور رد کیے گئے لوگوں میں فرق کریں (یہ کام ہمارا نہیں بلکہ صرف خدا کا ہے)، بلکہ ہمیں اپنے دلوں میں پورا یقین رکھنا ہے کہ وہ سب لوگ جو خدا باپ کے رحم سے، روح القدس کی قدرت کے ذریعے، مسیح میں شریک بنائے گئے ہیں، خدا کی خاص اور منتخب ملکیت ہیں، اور چونکہ ہم بھی اُن میں شامل ہیں، اس لیے ہم بھی اس عظیم فضل میں شریک ہیں۔

4. ظاہری کلیسیا جو کہ تمام مقدسین کی ماں ہے:

چونکہ ہمارا موضوع اب ظاہری کلیسیا ہے، آئیے ہم اس کے صرف ایک لقب 'ماں' سے یہ سیکھیں کہ اس کا علم صرف مفید ہی نہیں بلکہ کتنا ضروری بھی ہے۔ کیونکہ زندگی میں داخل ہونے کا کوئی اور راستہ نہیں، جب تک وہ ہمیں اپنے بطن میں نہ رکھے اور جنم نہ دے، جب تک وہ ہماری اپنے دودھ سے پرورش نہ کرے، اور مختصراً، جب تک وہ ہمیں اپنی نگرانی اور حکومت میں نہ سنبھالے—یہاں تک کہ ہم فانی جسم سے آزاد ہو کر فرشتوں کی مانند نہ بن جائیں۔ (متی 30:22)۔

کیونکہ ہماری کمزوری ہمیں اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ ہم اس اسکول کو چھوڑ دیں جب تک ہم اپنی زندگی کا پورا وقت شاگرد کے طور پر نہ گزاریں۔ اس کے علاوہ، کلیسیا کے دائرے سے باہر نہ تو گناہوں کی معافی، اور نہ ہی نجات کی کوئی اُمید کی جا سکتی ہے، جیسا کہ یسعیاہ اور یوایل نے گواہی دی ہے (یسعیاہ 32:37؛ یوایل 32:2)۔ اور اُن کی گواہی کی تصدیق حزقی ایل بھی کرتا ہے جب وہ کہتا ہے کہ "وہ میرے لوگوں کی جماعت میں شامل نہ ہوں گے، اور نہ ہی اسرائیل کے گھرانے کی کتاب میں لکھے جائیں گے" (حزقی ایل 9:13)؛ اس کے برعکس، جو لوگ حقیقی دینداری کی طرف رجوع کرتے ہیں، اُن کا ذکر یروشلم کے شہریوں میں کیا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے زبور میں کہا گیا ہے کہ "اَے خُداوند! اُس کرم سے جو تُو اپنے لوگوں پر کرتا ہے مُجھے یاد کر۔ اپنی نجات مُجھے عِنایت فرما۔ تاکہ مَیں تیرے برگُزِیدوں کی اِقبال مندی دیکھُوں اور تیری قَوم کی شادمانی میں شادرہُوں اور تیری مِیراث کے لوگوں کے ساتھ فخر کرُوں۔" (زبور 4:106، 5)۔ ان الفاظ میں خدا کے پدرانہ فضل اور روحانی زندگی کے خاص آثار کو اُس کے خاص لوگوں تک محدود کیا گیا ہے، اور اسی لیے کلیسیا کو چھوڑنا ہمیشہ تباہ کن ہوتا ہے۔"

(کلیسیا کے خادم، جو خدا کی طرف سے کلام کرتے ہیں، حقیر نہ سمجھے جائیں، باب 5–6)

5۔ کلیسیا کے ذریعے تعلیم: اس کی قدر و اہمیت اور اس کی ذمہ داری:

اب آئیے اس بات کی پوری وضاحت کریں۔ پولُس رسول کہتا ہے کہ ہمارا نجات دہندہ "وُہی ہے جو سب آسمانوں سے بھی اُوپر چڑھ گیا تاکہ سب چِیزوں کو معمُور کرے۔ اور اُسی نے بعض کو رسُول اور بعض کو نبی اور بعض کو مُبشِّر اور بعض کو چرواہا اور اُستاد بنا کر دے دِیا۔ تاکہ مُقدّس لوگ کامِل بنیں اور خِدمت گُذاری کا کام کِیا جائے اور مسِیح کا بدن ترقّی پائے۔ جب تک ہم سب کے سب خُدا کے بیٹے کے اِیمان اور اُس کی پہچان میں ایک نہ ہو جائیں اور کامِل اِنسان نہ بنیں یعنی مسِیح کے پُورے قَد کے اندازہ تک نہ پُہنچ جائیں۔" (افسیوں 10:4–13)۔

ہم دیکھتے ہیں کہ خدا، جو ایک ہی لمحے میں اپنے لوگوں کو کامل بنا سکتا تھا، یہ پسند نہیں کرتا کہ وہ اُنہیں کلیسیا کی تعلیم کے بغیر بالغ کرے۔ ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ اُس کا طریقہ کیا ہے: آسمانی تعلیم کی منادی پادریوں کے سپرد کی گئی ہے۔ اور یہ کہ سب لوگ بغیر کسی فرق کے ایک ہی نظام کے تحت لائے جاتے ہیں، تاکہ وہ فروتنی اور سیکھنے والے دل کے ساتھ اُن اُستادوں کی رہنمائی قبول کریں جو اسی مقصد کے لیے مقرر کیے گئے ہیں۔ یسعیاہ نبی نے بہت پہلے مسیح کی بادشاہی کی یہ نشانی بتائی تھی کہ "میری رُوح جو تُجھ پر ہے اور میری باتیں جو مَیں نے تیرے مُنہ میں ڈالی ہیں تیرے مُنہ سے اور تیری نسل کے مُنہ سے اور تیری نسل کی نسل کے مُنہ سے اب سے لے کر ابد تک جاتی نہ رہیں گی۔ خُداوند کا یِہی اِرشاد ہے۔" (یسعیاہ 21:59)۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو لوگ روحانی خوراک کو رد کرتے ہیں، جو خدا نے کلیسیا کے ہاتھوں اُن کے لیے مہیا کی ہے، وہ بھوک اور قحط سے ہلاک ہونے کے مستحق ہیں۔ خدا ہمیں ایمان بخشتا ہے، لیکن جیسا کہ پولس یاد دلاتا ہے، یہ اُس کی انجیل کے ذریعے ہوتا ہے: "ایمان سننے سے پیدا ہوتا ہے" (رومیوں 17:10)۔ ایمان کو قائم رکھنے کی قدرت خدا اپنے پاس رکھتا ہے، لیکن وہ اسے انجیل کی منادی کے ذریعے ظاہر کرتا اور پھیلاتا ہے، جیسا کہ پولس یہ بھی بیان کرتا ہے۔ اسی مقصد کے لیے قدیم زمانے میں خدا کو یہ پسند آیا کہ مقدس عبادت گاہ میں اجتماعات ہوں، تاکہ کاہنوں کے ہونٹوں سے نکلنے والی تعلیم کے ذریعے ایمان میں یکجہتی پروان چڑھے۔ وہ عظیم القاب جن کے ذریعے ہیکل کو خدا کا آرام، اُس کی مقدس جگہ اور اُس کی رہائش کہا جاتا ہے، اور یہ کہا جاتا ہے کہ وہ کروبیوں کے درمیان سکونت کرتا ہے (زبور 132:13-14؛ 1:80)، صرف اسی لیے استعمال کیے گئے کہ آسمانی تعلیم کی خدمت کو عزت، محبت، ادب اور وقار حاصل ہو، کیونکہ بصورتِ دیگر ایک معمولی انسان کی ظاہری کمزوری اس خدمت کی قدر کو کم کر سکتی تھی۔ اسی لیے، تاکہ ہمیں یہ سکھایا جائے کہ یہ خزانہ جو مٹی کے برتنوں

میں دیا گیا ہے بے حد قیمتی ہے (2 کرنتھیوں 7:4)، خدا خود ظاہر ہوتا ہے، اور اس نظام کا بانی ہونے کے ناتے چاہتا ہے کہ اُس کی مقرر کی ہوئی خدمت میں اُس کی موجودگی کو پہچانا جائے۔

چنانچہ جب خدا نے اپنی قوم کو جِنّات، جادوگروں اور دوسری توہمات کی طرف رجوع کرنے سے منع کیا (احبار 30:19-31)، تو ساتھ ہی یہ وعدہ بھی کیا کہ وہ اُنہیں اُس چیز سے محروم نہیں کرے گا جو سب کے لیے کافی ہے، یعنی وہ اُنہیں کبھی نبیوں کے بغیر نہیں چھوڑے گا۔ کیونکہ جس طرح اُس نے قدیم زمانے میں اپنی قوم کو فرشتوں کے سپرد نہیں کیا، بلکہ زمین پر اُستاد کھڑے کیے جو ایک طرح سے فرشتوں کا سا کام انجام دیتے تھے، اسی طرح آج بھی وہ ہمیں انسانی ذریعے سے تعلیم دینا پسند کرتا ہے۔ اور جس طرح پہلے وہ صرف شریعت پر ہی اکتفا نہیں کرتا تھا بلکہ اُس کے مطلب کو سمجھانے کے لیے کاہن مقرر کرتا تھا، جن کے ہونٹوں سے لوگ خدا کی مرضی دریافت کرتے تھے، اسی طرح آج بھی وہ یہ نہیں چاہتا کہ ہم صرف پڑھنے پر ہی اکتفا کریں، بلکہ اُس نے اُستاد مقرر کیے ہیں تاکہ وہ ہماری مدد کریں۔ اس میں دوہرا فائدہ ہے: ایک طرف وہ ہماری فرمانبرداری کو خوب آزماتا ہے، کیونکہ ہم اُس کے خادموں کی بات اسی طرح سنتے ہیں جیسے خود اُس کی؛ اور دوسری طرف وہ ہماری کمزوری کا لحاظ کرتا ہے، کیونکہ وہ انسانوں کے انداز میں، ترجمانوں کے ذریعے ہم سے کلام کرتا ہے، تاکہ ہمیں اپنی طرف کھینچے، نہ کہ اپنی گرج سے ہمیں دُور بھگا دے۔ خدا ترس لوگ خوب جانتے ہیں کہ یہ مانوس اور نرم اندازِ تعلیم ہمارے لیے کتنا موزوں ہے، کیونکہ وہ اُس خوف سے واقف ہیں جو خدا کی جلالی ذات بجا طور پر دلوں میں پیدا کرتی ہے۔

جو لوگ سمجھتے ہیں کہ تعلیم کی سچائی اُن انسانوں کی معمولی حیثیت کی وجہ سے کم ہو جاتی ہے جنہیں سکھانے کے لیے منتخب کیا گیا ہے، وہ اپنی ناشکری ظاہر کرتے ہیں۔ کیونکہ خدا نے انسانی نسل کو بہت سی عظیم خوبیوں سے مزین کیا ہے، اور ان میں سب سے شاندار یہ ہے کہ وہ انسانوں کے منہ اور زبان کو اپنی خدمت کے لیے وقف فرماتا ہے، اور اپنے کلام کو اُن کے ذریعے سناتا ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم فرمانبرداری کے ساتھ نجات کی تعلیم کو قبول کریں، جو خدا کی طرف سے دی گئی ہے۔ حالانکہ خدا کی قدرت کسی بھی ظاہری ذریعہ تک محدود نہیں، پھر بھی اُس نے ہمیں اپنی معمول کی تعلیم کے طریقے تک محدود کیا ہے، اور جب لوگ اس طریقے کو نظر انداز کرتے ہیں، تو وہ خود کو کئی

خطرناک گناہوں میں اُلجھا لیتے ہیں۔ تکلف، غرور یا حسد، بہت سے لوگوں کو یہ یقین دلانے پر مجبور کرتا ہے کہ وہ صرف پڑھ کر اور تنہائی میں غور و فکر کر کے کافی فائدہ حاصل کر سکتے ہیں، اور اس طرح وہ عوامی اجتماعات کو حقیر سمجھ کر واعظ کو غیر ضروری سمجھتے ہیں۔ لیکن چونکہ یہ رویہ ایمان کی مقدس یکجہتی کو توڑ دیتا ہے، اس کا نتیجہ ہمیشہ بُرے گناہوں اور فریب میں گرفتار ہونا ہوتا ہے۔ اس لیے، تاکہ ایمان کی سادہ سچائی ہمارے درمیان فروغ پا سکے، ہمیں اس عبادت کے عمل سے انکار نہیں کرنا چاہیے جسے خدا نے ضروری قرار دیا اور جس کی سختی سے سفارش کی۔ یہ بات سب جانتے ہیں کہ کسی بھی وقت ہم خدا کی آواز سے کان بند نہیں کر سکتے۔ ہر زمانے میں نبیوں اور دیندار اُستادوں کو نافرمان لوگوں سے لڑنا پڑا، جو انسانی ہونٹوں اور خدمت کے ذریعے سیکھنے کے بوجھ کو برداشت نہیں کر سکتے۔ یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے وہ خدا کی تعلیم میں دی گئی شکل و صورت کو ختم کرنا چاہتے ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ قدیم زمانے میں مقدسین کو حکم دیا گیا کہ وہ خدا کی عبادت گاہ میں اُس کا چہرہ تلاش کریں (زبور 4:105)، کیونکہ شریعت اور نبیوں کی تعلیم اُن کے لیے خدا کی زندہ تصویر تھی۔ پولس بھی کہتا ہے کہ اُس کے وعظ میں خدا کا جلال یسوع مسیح کے چہرے میں ظاہر ہوا (2 کرنتھیوں 6:4)۔

مزید قابل نفرت وہ منحرف لوگ ہیں جو کلیسیا میں انتشار پیدا کرنے کا لطف لیتے ہیں، جیسے وہ بھیڑوں کو ریوڑ سے دور کر کے بھیڑیا کے منہ میں پھینکنا چاہتے ہوں۔ ہمیں چاہیے کہ پولس کی تعلیم کے مطابق یہ مانیں کہ کلیسیا کی تعمیر صرف ظاہری وعظ سے ہو سکتی ہے، اور مقدسین کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑے رکھنے کا کوئی اور ذریعہ نہیں ہے سوائے اُس نظام کے جو خدا نے سیکھنے اور ترقی کرنے کے لیے کلیسیا میں مقرر کیا ہے۔ اسی مقصد کے لیے، جیسا کہ میں نے پہلے کہا، قدیم مقدسین کو شریعت کے تحت عبادت گاہ میں جمع ہونے کا حکم دیا گیا تھا؛ کیونکہ جب موسیٰ خدا کی رہائش کے بارے میں بات کرتا ہے، تو وہ اسے خدا کے نام کی جگہ کہتا ہے، وہ جگہ جہاں اُس کا نام درج کیا جائے گا (خروج 24:20)، اور یوں واضح کرتا ہے کہ بغیر خدائی تعلیم کے عبادت گاہ کا استعمال بے معنی ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اسی وجہ سے داود اپنے دشمنوں کے ظلم و ستم کی وجہ سے عبادت گاہ میں داخل نہ ہونے پر سخت دکھ اور رنج محسوس کرتا ہے (زبور 89)۔ بہت سے لوگ اسے چھوٹی بات سمجھتے ہیں، جیسے عبادت گاہ سے دور رہنے سے کوئی بڑا نقصان نہ ہوا ہو، یا زیادہ خوشی کھوئی نہ ہو، اگر دوسری تفریحات موجود ہوں۔ لیکن داوٗد اس ایک محرومی پر غمزدہ ہوتا

ہے، کیونکہ مقدسین کے لیے اس امداد سے بڑھ کر کوئی چیز قیمتی نہیں ہے، جس کے ذریعے خدا اپنے لوگوں کو آہستہ آہستہ آسمان کی طرف اُٹھا لیتا ہے۔

کیونکہ یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ وہ ہمیشہ اپنی تعلیم کے عکس میں خود کو مقدس پیغمبروں کے سامنے ظاہر کرتا تھا، تاکہ اُن کا علم روحانی بن سکے۔ اسی وجہ سے عبادت گاہ نہ صرف اُس کے چہرے کے طور پر کہی گئی، بلکہ سب توہمات ختم کرنے کے لیے اُس کے قدموں کی جگہ بھی کہی گئی (زبور 132:7؛ 5:99)۔ یہاں ایمان کی وحدت خوشی سے سامنے آتی ہے، جب سب، اعلیٰ ترین سے لے کر ادنیٰ ترین تک، سر کی طرف بڑھتے ہیں۔ تمام عبادت گاہیں جو غیر قوموں نے خدا کے لیے مختلف نیت سے بنائی تھیں، وہ صرف اس کی عبادت کی بے حرمتی تھیں، اور یہودی بھی اس میں مبتلا ہوئے، اگرچہ اتنی شدت کے ساتھ نہیں۔ اس پر ستِفُنس اُنہیں یسعیاہ کے الفاظ میں ڈانٹا ہے جب وہ کہتا ہے کہ " باری تعالےٰ ہاتھ کے بنائے ہُوئے گھروں میں نہیں رہتا چُنانچہ نبی کہتا ہے کہ خُداوند فرماتا ہے آسمان میرا تخت ہے۔ (اعمال 48:7)۔ کیونکہ خدا صرف اپنے کلام کے ذریعے ہی عبادت گاہوں کو جائز استعمال کے لیے مقدس بناتا ہے۔ اور جب ہم اُس کی ترتیب کے بغیر کچھ کرنے کی جلد بازی کرتے ہیں، تو فوراً ایک غلط اصول سے آغاز کرتے ہوئے، ہم اضافی افسانے متعارف کراتے ہیں، جن کے ذریعے برائی غیر محدود انداز میں پھیلتی ہے۔ یہرسیز (Xerxes) کے لیے یہ غیر معقول تھا کہ اُس نے جادوگروں کے مشورے پر یونان کے تمام مندروں کو جلایا یا گرا دیا، کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ خدا، جس پر سب چیزیں کھلی ہونی چاہئیں، اُسے دیواروں اور چھتوں میں محدود کرنا مضحکہ خیز ہے۔ حالانکہ خدا کی قدرت ہمارے پاس آکر ہمارے قریب رہنے کی، ہمیں بلند کر کے اپنے آسمانی جلال میں شامل کرنے کی، اور ہر جگہ اپنی عظمت کے ساتھ موجود رہنے کی ہے، اور وہ زمین کے ذرائع سے محدود نہیں ہوتا۔

6. خدمت (منسٹری) کا مطلب اور اس کی حدیں:

چونکہ آج کے زمانے میں خدمت (منادی) کی تاثیر کے بارے میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے، کچھ لوگ اس کی عظمت کو حد سے زیادہ بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں، جبکہ دوسرے غلطی سے یہ سمجھتے ہیں کہ جو بات صرف خدا کے روح کے لیے مخصوص ہے، وہ شاید اب کسی انسان میں منتقل ہو گئی ہے – خاص طور پر جب یہ سمجھا جائے کہ مبلغین

(خادمین) اور اساتذہ دل و دماغ تک رسائی رکھتے ہیں، تاکہ اندھے پن کو دور کریں اور سخت دلی کو نرم کریں۔ اس لیے ضروری ہے کہ اس اختلاف کو صحیح بنیاد پر پرکھا جائے۔

اس معاملے میں دونوں طرف کے دلائل کو آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے اگر ہم دو باتوں پر واضح طور پر توجہ دیں:

(1) وہ مقام جہاں خدا، جو کہ منادی (تبلیغ) کا بانی ہے، اپنے روح کو اس کے ساتھ جوڑتا ہے اور نفع بخش اثر کا وعدہ کرتا ہے۔
(2) اور وہ مقام جہاں خدا اپنے آپ کو ظاہری ذریعوں سے جدا کرتے ہوئے ایمان کی ابتدا اور تکمیل کو صرف اپنی طرف منسوب کرتا ہے۔

(1) دوسرے ایلیاہ (یعنی یوحنا بپتسمہ دینے والے) کی خدمت کا مقصد، جیسا کہ ملاکی نبی فرماتا ہے، یہ تھا کہ " وہ باپ کا دِل بیٹے کی طرف اور بیٹے کا باپ کی طرف مائل کرے گا۔" (ملاکی 6:4)۔ مسیح فرماتا ہے کہ اُس نے رسولوں کو بھیجا تاکہ وہ اُس کی محنت سے پھل لائیں (یوحنا 16:15)۔ یہ پھل کیا ہے؟، پطرس رسول مختصراً بیان کرتا ہے کہ ہم غیر فانی بیج سے نئے سرے سے پیدا ہوئے ہیں (1 پطرس 23:1)۔
اسی بنا پر پولُس فخر کے ساتھ کہتا ہے کہ انجیل کے ذریعے اُس نے کرنتھیوں کی کلیسیا کو روحانی طور پر جنم دیا، جو اُس کی رسولی خدمت کی مہر ہیں (1 کرنتھیوں 15:4)؛ اور یہ کہ اُس کی خدمت صرف ظاہری الفاظ کی نہیں جو کانوں تک محدود رہے، بلکہ روح کی موثر قوت سے معمور ہے، تاکہ اُس کی تعلیم بے اثر نہ ہو (2 کرنتھیوں 6:3)۔ اسی مفہوم میں وہ کہتا ہے کہ اُس کی انجیل صرف باتوں کی نہیں بلکہ قوت کی ہے (1 تھسلنیکیوں 5:1)۔ وہ یہ بھی کہتا ہے کہ گلتیوں نے ایمان سے کلام کو سننے کے ذریعے روح القدس پایا (گلتیوں 2:3)۔ مختصراً، کئی مقامات پر وہ اپنے آپ کو خدا کا ہمکار کہتا ہے، بلکہ نجات کے کام کو بھی اپنی خدمت سے منسوب کرتا ہے (1 کرنتھیوں 9:3)۔

(2) لیکن ان باتوں سے اُس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ وہ خدا کے بغیر اپنے آپ میں کچھ دعویٰ کرے، جیسا کہ وہ خود وضاحت کرتا ہے کہ "اِس واسطے ہم بھی بِلاناغہ خُدا کا شُکر کرتے ہیں کہ جب خُدا کا پَیغام ہماری معرفت تُمہارے پاس پُہنچا تو تُم نے اُسے آدمِیوں کا کلام سمجھ کر نہیں بلکہ (جَیسا حقِیقت میں ہے) خُدا کا کلام جان کر قبُول کِیا اور وہ تُم میں

جو اِیمان لائے ہو تاثیر بھی کر رہا ہے۔" (1 تھسلنیکیوں 13:2)۔ ایک اور جگہ وہ کہتا ہے کہ "جِس نے مختُونوں کی رِسالت کے لِئے پطرؔس میں اثر پَیدا کیا اُسی نے غَیر قَوموں کے لِئے مُجھ میں بھی اثر پَیدا کِیا۔" (گلتیوں 8:2)۔

پھر وہ واضح کرتا ہے کہ خادمین اپنے آپ میں کوئی طاقت نہیں رکھتے، جب وہ کہتا ہے کہ: "پس نہ لگانے والا کُچھ چِیز ہے نہ پانی دینے والا مگر خُدا جو بڑھانے والا ہے۔" (1 کرنتھیوں 7:3)۔ ایک اور جگہ وہ کہتا ہے کہ "مَیں نے اُن سب سے زِیادہ محنت کی اور یہ میری طرف سے نہیں ہُوئی بلکہ خُدا کے فضل سے جو مُجھ پر تھا۔" (1 کرنتھیوں 10:15)۔ اور یہی بات ہمیں ہمیشہ ذہن میں رکھنی چاہیے، کیونکہ جب خدا دل کو روشن کرنے اور نئے سرے سے پیدا کرنے کے کام کو اپنے لیے خاص ٹھہراتا ہے، تو وہ ہمیں یاد دلاتا ہے کہ انسان کا ان کاموں میں اپنے لیے کوئی حصہ جتلانا گناہ ہے۔

پھر بھی، جو شخص خدا کے مقرر کردہ خادموں کی بات عاجزی سے سنتا ہے، وہ اس کے اچھے نتائج سے جان لے گا کہ خدا نے تعلیم کے اس طریقے کو حکمت سے مقرر کیا ہے، اور اسی لیے اُس نے ایمان والوں کو اس فروتنی کے جوئے کے تحت رکھا ہے۔

(ظاہری کلیسیا: اس کی رکنیت اور وہ نشانیاں جن سے وہ پہچانی جاتی ہے، باب 7–9)

7. ظاہری اور پوشیدہ کلیسیا:

جو رائے ہمیں اُس ظاہری کلیسیا کے بارے میں قائم کرنی چاہیے جو ہماری نظر کے سامنے ہے، وہ اب تک کی باتوں سے کافی حد تک واضح ہو جانی چاہیے۔ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ کلامِ مقدس کلیسیا کا ذکر دو طرح سے کرتا ہے۔ کبھی کبھی جب بائبل "کلیسیا" کا لفظ استعمال کرتی ہے، تو اس کا مطلب وہ کلیسیا ہے جو حقیقت میں خدا کے سامنے موجود ہے — یعنی ایسی کلیسیا جس میں صرف وہی لوگ شامل ہیں جو خدا کی طرف سے لے پالک بنائے جانے کے باعث اُس کے فرزند ہیں، اور جو روح القدس کی پاکیزگی کے ذریعے مسیح کے حقیقی اعضاء ہیں۔ اس معنی میں کلیسیا نہ صرف اُن مقدس لوگوں پر مشتمل ہے جو زمین پر زندہ ہیں، بلکہ اُن تمام برگزیدہ لوگوں پر بھی مشتمل ہے جو دنیا کے آغاز سے لے کر اب تک گزر چکے ہیں۔

اکثر اوقات بائبل جب "کلیسیا" کا لفظ استعمال کرتی ہے، تو اس سے مراد وہ تمام لوگ ہوتے ہیں جو دنیا میں ہر جگہ پھیلے ہوئے ہیں، اور جو:

- ایک خدا اور یسوع مسیح کی عبادت کا اقرار کرتے ہیں؛
- بپتسمہ کے ذریعے ایمان میں شامل ہوتے ہیں؛
- عشائے ربانی میں شریک ہو کر صحیح تعلیم اور محبت میں اتحاد کا اقرار کرتے ہیں؛
- خدا کے کلام کو مانتے ہیں؛
- اور اُس خدمت کو تسلیم کرتے ہیں جسے مسیح نے انجیل کی منادی کے لیے مقرر کیا ہے۔

لیکن اس ظاہری کلیسیا میں بہت سے منافق لوگ بھی شامل ہوتے ہیں، جو صرف مسیح کا نام اور ظاہری صورت رکھتے ہیں، لیکن حقیقت میں اس سے کچھ لینا دینا نہیں رکھتے۔ ان میں کچھ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو خودغرض، لالچی، حسد کرنے والے، بُری باتیں کرنے والے، اور بدکردار ہوتے ہیں، جنہیں وقتی طور پر برداشت کیا جاتا ہے—یا تو اس لیے کہ اُن کے گناہ قانونی طور پر ثابت نہیں ہو سکے، یا اس لیے کہ کلیسیا میں نظم و ضبط کی سختی ہمیشہ پوری طرح سے نافذ نہیں کی جاتی۔

اسی لیے، جس طرح یہ ضروری ہے کہ ہم اُس پوشیدہ کلیسیا پر ایمان رکھیں جو صرف خدا کی نظر میں ظاہر ہے،
اسی طرح یہ بھی ہمیں سکھایا گیا ہے کہ ہم اس ظاہری کلیسیا کا بھی احترام کریں جو انسانوں کی نظر میں موجود ہے،
اور اس کے ساتھ رفاقت قائم رکھیں۔

8. ہمارے فیصلے کی حدود:

چونکہ ہمارے لیے کلیسیا کو پہچاننا ضروری تھا، اس لیے خداوند نے اسے کچھ خاص نشانیاں دی ہیں، جن کے ذریعے اسے پہچانا جا سکتا ہے۔ دراصل، اپنے لوگوں کو صحیح طور پر جاننا خاص طور پر خدا ہی کا حق ہے، جیسا کہ پولس رسول

پہلے ہی (2 تیمتھیس 19:2) میں بیان کر چکا ہے ۔ اور یقیناً ایسا اس لیے رکھا گیا ہے تاکہ انسان جلد بازی اور غرور میں غلط فیصلے نہ کرے، کیونکہ روزمرہ کا تجربہ ہمیں دکھاتا ہے کہ خدا کے پوشیدہ فیصلے ہماری سمجھ سے کہیں بلند ہیں۔

بعض اوقات جو لوگ ہمیں بالکل بگڑے ہوئے اور نااُمید نظر آتے ہیں، خدا اپنی مہربانی سے اُنہیں دوبارہ زندگی بخشتا ہے۔ اور جو لوگ ہمیں بہت مضبوط دکھائی دیتے ہیں، وہ کبھی کبھی گر جاتے ہیں۔ اسی لیے آگسٹین (Augustine) کہتا ہے: "خدا کی پوشیدہ تدبیر کے لحاظ سے بہت سی بھیڑیں باہر ہیں اور بہت سے بھیڑیے اندر" (یوحنا پر وعظ 45)۔ کیونکہ خدا اُن لوگوں کو جانتا ہے اور اُن پر اپنی مہر رکھتا ہے، جو نہ اُسے پہچانتے ہیں اور نہ خود کو۔ اور جو لوگ ظاہری طور پر اُس کا نشان رکھتے ہیں، اُن میں سے کون سچا اور ثابت قدم ہے اور آخر تک قائم رہے گا (متی 13:24)، یہ صرف خدا ہی جانتا ہے، کیونکہ نجات کی تکمیل آخر تک ثابت قدم رہنے میں ہے۔

دوسری طرف، خدا نے یہ بھی جان لیا کہ ہمارے لیے کسی حد تک یہ جاننا ضروری ہے کہ کن لوگوں کو ہم اُس کے فرزند سمجھیں۔ اس لیے اُس نے اس معاملے میں ہماری سمجھ کے مطابق طریقہ اختیار کیا ہے۔ چونکہ یہاں مکمل یقین ضروری نہیں تھا، اس لیے اُس نے اس کی جگہ محبت پر مبنی فیصلہ مقرر کیا ہے۔ اس کے مطابق ہم اُن سب کو کلیسیا کا رکن مانتے ہیں جو ایمان کا اقرار کرتے ہیں، اچھی چال چلن رکھتے ہیں، اور مقدس رسومات میں شریک ہوتے ہیں، اور ہمارے ساتھ مل کر ایک ہی خدا اور مسیح کا اقرار کرتے ہیں۔ لیکن اپنے جسم (یعنی کلیسیا) کی حقیقی پہچان، چونکہ وہ ہماری نجات کے لیے زیادہ ضروری تھی، خدا نے اسے ہمیں واضح اور پکی نشانیوں کے ذریعے خوب اچھی طرح ظاہر کر دیا ہے۔

9۔ کلیسیا کی نشانیاں اور اُن کا ہمارے فیصلوں میں استعمال:

اس طرح کلیسیا کی صورت ہمارے سامنے واضح ہو جاتی ہے۔ جہاں کہیں ہم دیکھیں کہ خدا کا کلام سچائی کے ساتھ سنایا اور سنا جاتا ہے، اور جہاں مقدس رسومات (ساکرامنٹس) مسیح کی مقرر کی ہوئی ترتیب کے مطابق ادا کیے جاتے ہیں، وہاں ہمیں شک نہیں کرنا چاہیے کہ خدا کی کلیسیا کسی نہ کسی حد تک موجود ہے۔ کیونکہ اُس کا یہ وعدہ کبھی ناکام نہیں ہو سکتا کہ "جہاں دو یا تِین میرے نام پر اِکٹھے ہیں وہاں مَیں اُن کے بِیچ میں ہُوں"۔ (متی 20:18)۔

لیکن اس موضوع کو اچھی طرح سمجھنے کے لیے ہم اسے چند باتوں میں بیان کرتے ہیں:

عالمگیر کلیسیا اُن تمام لوگوں کا مجموعہ ہے جو مختلف قوموں میں سے جمع کیے گئے ہیں۔ اگرچہ وہ ایک دوسرے سے دور اور مختلف جگہوں پر بکھرے ہوئے ہیں، پھر بھی وہ الٰہی تعلیم کی ایک ہی سچائی پر متفق ہیں اور ایک ہی دین کے بندھن میں جُڑے ہوئے ہیں۔ اسی کے تحت مختلف شہروں اور دیہاتوں میں موجود الگ الگ جماعتیں بھی آتی ہیں، جو انسانی ضرورت کے مطابق قائم کی گئی ہیں۔ ان میں سے ہر ایک بجا طور پر "کلیسیا" کہلانے اور اُس کا اختیار رکھنے کی حق دار ہے۔ اسی طرح انفرادی لوگ بھی، جو ظاہری طور پر دینی اقرار کرتے ہیں، اُن جماعتوں کا حصہ سمجھے جاتے ہیں، اگرچہ حقیقت میں وہ کلیسیا سے دُور ہوں، مگر ابھی تک کسی باقاعدہ فیصلے کے ذریعے خارج نہیں کیے گئے۔

البتہ افراد اور جماعتوں کے بارے میں فیصلہ کرنے کے انداز میں کچھ فرق ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کچھ لوگ ہمیں ایمان والوں کی رفاقت کے لائق پوری طرح نظر نہیں آتے، پھر بھی چونکہ کلیسیا اُنہیں برداشت کرتی اور اپنے درمیان رکھتی ہے، اس لیے ہمیں بھی اُنہیں بھائی سمجھنا اور ایماندار ماننا چاہیے۔ایسے لوگوں کو ہم اپنے ووٹ سے کلیسیا کے رکن نہیں مانتے، مگر اُنہیں اُس مقام پر رہنے دیتے ہیں جو اُنہوں نے خدا کے لوگوں میں پایا ہوا ہے، جب تک کہ اُنہیں جائز طریقے سے اُس سے محروم نہ کر دیا جائے۔ لیکن مجموعی جماعت کے بارے میں ہمارا انداز مختلف ہونا چاہیے۔ اگر اُن کے درمیان خدا کے کلام کی خدمت موجود ہے اور مقدس رسومات (ساکرامنٹس) کی عزت اور صحیح ادائیگی کی جاتی ہے، تو بلا شک وہ کلیسیا کہلانے کی حق دار ہیں، کیونکہ یہ یقینی ہے کہ ایسی چیزیں بے اثر نہیں ہوتیں۔

اس طرح ہم عالمگیر کلیسیا کی وحدت کو قائم رکھتے ہیں، جسے بد نیت لوگ ہمیشہ توڑنے کی کوشش کرتے رہے ہیں، اور ساتھ ہی ہم اُن جائز جماعتوں کے اختیار کا بھی انکار نہیں کرتے جو حالات کے مطابق مختلف جگہوں پر قائم کی گئی ہیں۔

ایسی کلیسیا جس میں یہ نشانیاں موجود ہوں، چاہے اُس میں کتنی ہی کمزوریاں ہوں، اُسے نہیں چھوڑنا چاہیے: تفرقہ کا گناہ (باب 10-16)

10۔ کلیسیا کی نشانیاں اور اُس کا اختیار:

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ حقیقی کلیسیا کو پہچاننے کی نشانیاں یہ ہیں: خدا کے کلام کی منادی اور مقدس رسومات کی ادائیگی۔ کیونکہ یہ چیزیں جہاں بھی درست طور پر موجود ہوں، وہاں خدا کی برکت سے ضرور پھل پیدا کرتی ہیں اور ترقی پاتی ہیں۔ میرا مطلب یہ نہیں کہ جہاں کلام سنایا جائے وہاں فوراً نتیجہ نظر آئے، بلکہ یہ کہ جہاں اِسے قبول کیا جائے اور یہ مضبوطی سے قائم ہو جائے، وہاں یہ لازماً اپنا اثر دکھاتا ہے۔ بہرحال، جہاں انجیل کی منادی ادب اور احترام سے سنی جاتی ہے اور مقدس رسومات کو نظرانداز نہیں کیا جاتا، وہاں اُس وقت کلیسیا کی صورت صاف طور پر ظاہر ہوتی ہے۔ ایسی کلیسیا کے اختیار کو حقارت سے رد کرنا، اُس کی نصیحتوں کو ٹھکرانا، اُس کے مشوروں کی مخالفت کرنا، یا اُس کی تنبیہات کا مذاق اُڑانا کسی کے لیے بھی بے سزا نہیں۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ اُس سے علیحدگی اختیار کرنا اور اُس کی وحدت کو توڑنا بہت بڑا قصور ہے۔

خدا اپنی کلیسیا کی رفاقت کو بہت قیمتی سمجھتا ہے۔ جو لوگ ضد اور ہٹ دھرمی سے اپنے آپ کو اُس مسیحی جماعت سے الگ کر لیتے ہیں جہاں اُس کے کلام اور رسومات کی سچی خدمت قائم ہو، خدا اُنہیں دین سے پھر جانے والا سمجھتا ہے۔ وہ کلیسیا کے اختیار کو اتنی اہمیت دیتا ہے کہ جب کوئی اُس کی بے عزتی کرتا ہے تو یہ گویا خدا کی خود اپنے اختیار کی توہین ہوتی ہے۔

کلیسیا کو "خدا کا گھر" اور "سچائی کا ستون اور بنیاد" کہا گیا ہے (1 تیمتھیس 15:3)۔ اِن الفاظ سے پولس رسول ظاہر کرتا ہے کہ دنیا میں سچائی کو باقی رکھنے کے لیے کلیسیا اُس کی وفادار نگہبان ہے، کیونکہ خدا نے پسند کیا ہے کہ وہ اپنے کلام کی پاک منادی کو کلیسیا کے ذریعے قائم رکھے۔ وہ ہمیں روحانی غذا دے کر اپنے آپ کو باپ کے طور پر ظاہر کرتا ہے اور ہماری نجات کے لیے ضروری سب کچھ مہیا کرتا ہے۔

مزید یہ کہ کلیسیا کی بڑی تعریف کی گئی ہے کہ مسیح نے اُسے اپنی دلہن کے طور پر چُنا اور جدا کیا ہے، "جس میں نہ داغ ہے نہ شکن" (افسیوں 27:5)۔ اسے "اُس کا بدن" بھی کہا گیا ہے، "اور اُسی کی معمُوری جو ہر طرح سے سب کو معمُور کرتی ہے۔" (افسیوں 23:1)۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کلیسیا سے بغاوت کرنا دراصل خدا اور مسیح کا انکار کرنا ہے۔

لہٰذا ہمیں ایسے ناحق اختلاف اور علیحدگی سے بہت بچنا چاہیے۔ کیونکہ ایسا کر کے ہم اپنی حد تک خدا کی سچائی کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں، اوریوں ہم اُس کے سخت غضب کے مستحق بنتے ہیں۔ اس سے بڑا جرم سوچا بھی نہیں جا سکتا کہ کوئی شخص بے ادبی اور بے وفائی سے اُس مقدس رشتے کو توڑے جو خدا کے اکلوتے بیٹے نے ہمارے ساتھ قائم کیا ہے۔

11۔ نشانیوں کی ناقابلِ تردید اہمیت:

لہٰذا، ضروری ہے کہ ہم اِن نشانیوں کو اچھی طرح اپنے ذہن میں بٹھا لیں اور اِنہیں خدا کی حضوری میں اہم سمجھیں۔ شیطان کی سب سے زیادہ کوشش یہی ہوتی ہے کہ وہ اِن دونوں نشانیوں (انجیل کی منادی اور مقدس رسومات) میں سے ایک یا دونوں کو مٹا دے۔ کبھی وہ اِنہیں بالکل ختم کر دینا چاہتا ہے تاکہ کلیسیا کی سچی اور اصلی پہچان ہی باقی نہ رہے، اور کبھی وہ اِنہیں حقیر بنا کر لوگوں کو کلیسیا سے کھلی بغاوت کی طرف لے جانا چاہتا ہے۔

اُس کی چالبازیوں کی وجہ سے کئی صدیوں تک خدا کے کلام کی خالص منادی تقریباً غائب ہو گئی تھی۔ اور اب بھی وہ اِسی بدنیتی سے اُس خدمت کو گرانے کی کوشش کر رہا ہے جسے مسیح نے اپنی کلیسیا میں قائم کیا ہے۔ حالانکہ مسیح نے کلیسیا کا نظام اس طرح بنایا ہے کہ اگر یہ خدمت ختم کر دی جائے تو سارا ڈھانچا گر جائے گا۔ پس سوچیں کہ کتنا خطرناک بلکہ ہلاکت خیز ہے وہ آزمائش، جب ہم اس جماعت سے الگ ہونے کا خیال بھی کرتے ہیں جہاں یہ نشانیاں موجود ہوں جنہیں خداوند نے اپنی کلیسیا کی پہچان کے لیے کافی قرار دیا ہے۔

ہمیں دونوں پہلوؤں میں بہت احتیاط کرنی چاہیے۔ ایک طرف ایسا نہ ہو کہ ہم صرف "کلیسیا" کے نام سے دھوکا کھا جائیں۔ ہر جماعت جو اپنے آپ کو کلیسیا کہتی ہے، اُسے پرکھنا ضروری ہے (جیسے سونے کو کسوٹی پر پرکھا جاتا ہے)۔ اگر کلیسیا خداوند کے مقرر کیے ہوئے طریقے کے مطابق کلام کی منادی کرتی ہے اور مقدس رسومات ادا کرتی ہے تو پھر دھوکے کی کوئی بات نہیں، ہم اطمینان سے اُسے کلیسیا کا درجہ دے سکتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی جماعت کلام اور رسومات کے بغیر اپنے آپ کو کلیسیا ظاہر کرے، تو ہمیں اتنی ہی احتیاط سے اُس دھوکے سے بچنا چاہیے، جتنی احتیاط ہم پہلے غرور اور بے جا سختی سے بچنے میں کرتے ہیں۔

12۔ نشانیوں پر توجہ دینا بے وجہ علیحدگی سے بچاتا ہے:

جب ہم کہتے ہیں کہ خدا کے کلام کی خالص خدمت اور مقدس رسومات کی درست ادائیگی اس بات کی کافی ضمانت ہے کہ ہم کسی جماعت کو کلیسیا مان سکتے ہیں، تو ہمارا مطلب یہ ہے کہ جب تک یہ دونوں چیزیں موجود ہوں، ہمیں اُس جماعت کو نہیں چھوڑنا چاہیے، چاہے اُس میں اور بھی بہت سی کمزوریاں کیوں نہ ہوں۔

بلکہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ کلام کی منادی اور رسومات کی ادائیگی میں کچھ خامیاں آجائیں، لیکن اس وجہ سے ہمیں اُس کی رفاقت سے الگ نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ سچے عقیدے کی تمام باتیں ایک ہی درجے کی اہمیت نہیں رکھتیں۔ کچھ تعلیمات ایسی ہیں جنہیں جاننا اور ماننا سب کے لیے ضروری ہے، اور وہ دین کی بنیاد ہیں۔ مثلاً یہ کہ خدا ایک ہے، مسیح خدا اور خدا کا بیٹا ہے، اور ہماری نجات خدا کے رحم پر منحصر ہے، وغیرہ۔

لیکن کچھ دوسری باتیں ایسی ہیں جن پر کلیسیاؤں کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے، مگر وہ ایمان کی وحدت کو ختم نہیں کرتیں۔ مثال کے طور پر، اگر ایک شخص بغیر جھگڑے اور تنازعے کے یہ مانتا ہے کہ روح جسم چھوڑنے کے بعد فوراً آسمان پر چلی جاتی ہے، اور دوسرا شخص یہ یقین رکھتا ہے کہ وہ خداوند کے ساتھ زندہ رہتی ہے مگر اُس کی جگہ کے بارے میں قطعی بات نہیں کرتا، تو ایسی بات اختلاف اور جدائی کا سبب کیوں بنے؟ پولس رسول کہتا ہے کہ "پس ہم میں سے جِتنے کامِل ہیں یہی خیال رکھّیں اور اگر کِسی بات میں تُمہارا اَور طرح کا خیال ہو تو خُدا اُس بات کو بھی تُم پر ظاہِر کر دے گا" (فلپیوں 15:3)۔ کیا وہ اس سے یہ ظاہر نہیں کرتا کہ ایسی باتوں میں اختلاف جو بنیادی اور ضروری نہیں ہیں، مسیحیوں کے درمیان جدائی کا سبب نہیں بننا چاہیے؟ بلاشبہ بہترین بات یہ ہے کہ سب باتوں میں مکمل اتفاق ہو۔ لیکن چونکہ کوئی بھی انسان ایسا نہیں جو کچھ نہ کچھ لاعلمی کا شکار نہ ہو، اس لیے یا تو ہمیں کلیسیا کو بالکل ہی ختم کرنا پڑے گا، یا پھر ہمیں اُن باتوں میں غلطی کو برداشت کرنا ہوگا جن میں لاعلمی ممکن ہے، بشرطیکہ وہ دین کی بنیاد کو نقصان نہ پہنچائیں اور نجات کو ضائع نہ کریں۔ البتہ میرا مقصد یہ نہیں کہ ہم چھوٹی سے چھوٹی غلطی کی بھی حمایت کریں یا اُسے نظرانداز کر کے بڑھنے دیں۔ میرا مطلب صرف یہ ہے کہ ہر معمولی فرق کی وجہ سے کلیسیا کو نہیں چھوڑنا چاہیے، اگر وہ

اُس صحیح تعلیم کو قائم رکھتی ہو جس پر دینداری کی سلامتی قائم ہے، اور اُن رسومات کو برقرار رکھتی ہو جو خداوند نے مقرر کی ہیں۔

اسی دوران اگر ہم کسی غلطی کی اصلاح کی کوشش کریں تو یہ ہمارا فرض ہے۔ پولس کے الفاظ بھی یہی سکھاتے ہیں: "لیکن اگر دُوسرے پاس بَیٹھنے والے پر وَحی اُترے تو پہلا خاموش ہو جائے" (1 کرنتھیوں 30:14)۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کلیسیا کے ہر رکن کو اُس کی دی ہوئی نعمت کے مطابق عام بھلائی اور ترقی کے لیے کام کرنا چاہیے، بشرطیکہ سب کچھ شائستگی اور ترتیب سے ہو۔ یعنی نہ تو ہمیں کلیسیا کی رفاقت چھوڑنی چاہیے، اور نہ ہی اُس میں رہتے ہوئے اُس کے قائم شدہ امن اور نظم و ضبط کو خراب کرنا چاہیے۔

13۔ کلیسیا میں بُرائی دیکھ کر اُسے چھوڑ دینا درست نہیں:

ہمیں لوگوں کے کردار کی کمزوریوں کو برداشت کرنے میں اور بھی زیادہ نرمی دکھانی چاہیے۔ یہاں ٹھوکر کھانے کا بڑا خطرہ ہے، اور شیطان ہمیں پھانسنے کے لیے ہر طرح کی چال چلتا ہے۔ ہمیشہ ایسے لوگ رہے ہیں جو اپنے آپ کو مکمل طور پر پاک سمجھتے ہیں، جیسے وہ انسانی کمزوریوں سے بالکل آزاد ہو چکے ہوں۔ ایسے لوگ اُن سب کی رفاقت کو ٹھکرا دیتے ہیں جن میں اُنہیں انسانی کمزوری نظر آتی ہے۔

پرانے زمانے میں کیتھاری اور ڈوناٹسٹ اِسی سوچ میں بتلا تھے۔ آج کل بھی کچھ اینابپٹسٹس (Anabaptists) اپنے آپ کو دوسروں سے زیادہ روحانی سمجھتے ہیں۔ کچھ اور لوگ بھی ایسی غلطی گھمنڈ کی وجہ سے نہیں بلکہ بغیر سوچے سمجھے جوش کی وجہ سے کرتے ہیں۔ جب وہ دیکھتے ہیں کہ جن لوگوں کو انجیل سنائی جاتی ہے اُن کی زندگی میں اُس تعلیم کے مطابق پھل ظاہر نہیں ہو رہا، تو فوراً نتیجہ نکال لیتے ہیں کہ وہاں کلیسیا موجود ہی نہیں۔ یقیناً یہ اعتراض کچھ حد تک درست ثابت ہوتا ہے، اور ہمارے اس بدترین زمانے میں ہم خود بھی اس کو بہت زیادہ موقع دیتے ہیں۔ ہماری سستی اور غفلت واقعی قابلِ ملامت ہے، اور خدا اِسے بے سزا نہیں چھوڑے گا؛ بلکہ وہ ہمیں سختی سے تنبیہ کرنا شروع بھی کر چکا ہے۔ افسوس ہم پر، کہ ہم اپنی بد عملی سے کمزور ایمان والوں کے دل زخمی کرتے ہیں۔ لیکن جن لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ بھی اپنی جگہ غلطی کرتے ہیں، کیونکہ وہ اپنے ردِ عمل میں حد سے بڑھ جاتے ہیں۔ جہاں خدا رحم چاہتا ہے وہاں

وہ رحم نہیں کرتے بلکہ حد سے زیادہ سختی اختیار کرتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ جہاں مکمل پاکیزگی اور بے عیب کردار نہ ہو وہاں کلیسیا ہو ہی نہیں سکتی۔ یوں وہ بُرائی سے نفرت کرتے ہوئے ایک سچی کلیسیا کو چھوڑ دیتے ہیں، حالانکہ وہ سمجھتے ہیں کہ وہ صرف بدکاروں سے بچ رہے ہیں۔

وہ کہتے ہیں کہ خدا کی کلیسیا پاک ہے (افسیوں 26:5)۔ لیکن ساتھ ہی اُنہیں یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ کلیسیا میں اچھے اور بُرے دونوں طرح کے لوگ شامل ہوتے ہیں۔ خود ہمارے نجات دہندہ نے ایک تمثیل میں کلیسیا کو اُس جال سے تشبیہ دی جس میں ہر قسم کی مچھلیاں پکڑی جاتی ہیں، مگر اُنہیں کنارے پر لانے تک الگ نہیں کیا جاتا۔ اسی طرح اُس نے اسے اُس کھیت سے تشبیہ دی جس میں اچھی فصل کے ساتھ دشمن کی چال سے جڑی بوٹیاں بھی اُگ آتی ہیں، اور فصل کٹنے تک وہ الگ نہیں کی جاتیں۔ پھر اُس نے اسے اُس کھلیان سے تشبیہ دی جہاں گیہوں بھوسے کے ساتھ ملا رہتا ہے، یہاں تک کہ پھٹکنے اور چھاننے کے بعد اناج کو گودام میں جمع کیا جاتا ہے۔

پس جب خداوند خود فرماتا ہے کہ قیامت کے دن تک کلیسیا میں بُرے لوگوں کی آمیزش رہے گی، تو ایسی کلیسیا تلاش کرنا جو بالکل بے عیب ہو، فضول بات ہے (متی 13)۔

14۔ پولُس رسول اور اُس کی جماعتوں کی حالت:

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اُس بُرائی کو برداشت کرنا ناممکن ہے جو ہر طرف بیماری کی طرح پھیل رہی ہے۔ لیکن کیا یہاں پولس رسول کی بات لاگو نہیں ہوتی؟ کرنتھس کی جماعت میں چند لوگ ہی نہیں بلکہ تقریباً پوری جماعت بگاڑ کا شکار ہو چکی تھی۔ صرف ایک قسم کا گناہ نہیں بلکہ بہت سے گناہ موجود تھے، اور وہ بھی معمولی نہیں بلکہ بعض تو نہایت سنگین جرائم تھے۔ وہاں صرف کردار کی خرابی نہیں تھی بلکہ عقیدہ اور تعلیم میں بھی بگاڑ آ چکا تھا۔

اب سوال یہ ہے کہ اُس مقدس رسول نے، جو آسمانی روح کا وسیلہ تھا اور جس کی گواہی پر کلیسیا قائم رہتی ہے، کیا کیا؟ کیا اُس نے اُن سے علیحدگی اختیار کر لی؟ کیا اُس نے اُنہیں مسیح کی بادشاہی سے خارج کر دیا؟ کیا اُس نے اُن پر

آخری لعنت بھیج دی؟ نہیں، اُس نے ان میں سے کچھ بھی نہیں کیا۔ بلکہ اُس نے اُنہیں مسیح کی کلیسیا اور مقدسوں کی جماعت تسلیم کیا اور اسی نام سے پکارا۔

سوچیے، اگر کرنتھس میں کلیسیا باقی رہ سکتی ہے جہاں حسد، اختلاف اور جھگڑے تھے؛ جہاں لڑائیاں، مقدمے اور لالچ عام تھا؛ جہاں ایسا گناہ کھلم کھلا برداشت کیا جا رہا تھا جسے غیر قومیں بھی نفرت سے دیکھتی ہیں؛ جہاں پولس جیسے روحانی باپ کی بے ادبی کی جاتی تھی؛ جہاں بعض لوگ مُردوں کے جی اُٹھنے کا مذاق اُڑاتے تھے، حالانکہ اسی پر پوری انجیل قائم ہے؛ جہاں خدا کی بخششوں کو محبت کی بجائے ذاتی عزت اور گھمنڈ کے لیے استعمال کیا جاتا تھا؛ اور جہاں بہت سے کام بے ترتیبی اور بے ادبی سے ہوتے تھے۔ اگر ان سب کے باوجود وہاں کلیسیا موجود سمجھی گئی، صرف اس لیے کہ خدا کے کلام کی خدمت اور مقدس رسومات کو ترک نہیں کیا گیا تھا، تو پھر کون جرات کر سکتا ہے کہ اُن جماعتوں کو کلیسیا کہنے سے انکار کرے جن میں اِن جرائم کا دسواں حصہ بھی موجود نہیں؟

میں پوچھتا ہوں، جو لوگ آج کی کلیسیاؤں کے خلاف اس قدر سختی سے پیش آتے ہیں، وہ گلتیہ کی جماعتوں کے ساتھ کیا کرتے؟ حالانکہ وہ تقریباً انجیل کو چھوڑ ہی چکے تھے (گلتیوں 2:1)، پھر بھی اسی رسول نے اُن کو باقی کلیسیاؤں کی طرح تسلیم کیا۔

15۔ بُرے لوگوں کے ساتھ رفاقت کا مسئلہ:

کچھ لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ پولُس رسول نے کرنتھس کی جماعت کو سختی سے ملامت کی، کیونکہ اُنہوں نے ایک سنگین گناہ کرنے والے شخص کو اپنی رفاقت میں رہنے دیا تھا۔ پھر اُس نے یہ عمومی حکم بھی دیا کہ ایسے ناپاک زندگی گزارنے والے شخص کے ساتھ روٹی تک نہ کھائی جائے (1 کرنتھیوں 5:11-12)۔ اس پر وہ کہتے ہیں: اگر عام روٹی کھانا جائز نہیں، تو خداوند کی روٹی کیسے جائز ہو سکتی ہے؟

میں مانتا ہوں کہ یہ بڑی شرمندگی کی بات ہے اگر ناپاک لوگ خدا کے بچوں کے درمیان شامل ہوں، اور اس سے بھی بڑھ کر اگر مسیح کے مقدس بدن کو اُن کے لیے پیش کیا جائے۔ یقیناً جب کلیسیا کا نظام درست ہو تو وہ بُرے لوگوں کو

اپنے اندر برداشت نہیں کرتی، اور نہ ہی مقدس عشائے ربانی میں لائق اور نالائق سب کو بغیر فرق کے شامل کرتی ہے۔ لیکن چونکہ خادم ہمیشہ پوری احتیاط سے نگرانی نہیں کرتے، کبھی وہ ضرورت سے زیادہ نرمی برتتے ہیں، یا کبھی حالات ایسے ہوتے ہیں کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق سختی نہیں کر پاتے، اس لیے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بعض کھلے گناہگار لوگ بھی مقدسوں کی رفاقت سے خارج نہیں کیے جاتے۔ میں مانتا ہوں کہ یہ ایک خرابی ہے، اور میں اسے ہلکا نہیں سمجھتا، کیونکہ پولس نے کرنتھیوں کو اسی بات پر سختی سے ملامت کی تھی۔ لیکن اگر کلیسیا اپنے فرض میں کوتاہی کرے، تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہر شخص خود ہی فیصلہ کرے کہ وہ علیحدہ ہو جائے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ایک دیندار شخص کو بُرے لوگوں کی ذاتی صحبت سے بچنا نہیں چاہیے؛ یقیناً اُسے اُن کے ساتھ قریبی تعلق نہیں رکھنا چاہیے۔ لیکن بُرے لوگوں کی ذاتی صحبت سے بچنا ایک بات ہے، اور اُن کی وجہ سے کلیسیا کی رفاقت چھوڑ دینا دوسری بات۔

جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ بُرے لوگوں کے ساتھ خداوند کی روٹی میں شریک ہونا بے حرمتی ہے، وہ اس معاملے میں پولُس سے بھی زیادہ سختی کرتے ہیں۔ کیونکہ جب پولُس پاک اور مقدس رفاقت کی نصیحت کرتا ہے تو وہ یہ نہیں کہتا کہ ہم دوسروں کو جانچیں یا پوری کلیسیا کی تفتیش کریں، بلکہ وہ کہتا ہے کہ ہر شخص اپنے آپ کو جانچے (1 کرنتھیوں 11:28-29)۔ اگر ناپاک لوگوں کے ساتھ شریک ہونا ناجائز ہوتا، تو پولُس ضرور ہمیں حکم دیتا کہ ہم پوری جماعت میں دیکھیں کہ کوئی ایسا شخص نہ ہو جس کی ناپاکی سے ہم آلودہ ہو جائیں۔ لیکن جب وہ صرف یہ کہتا ہے کہ ہر شخص اپنے آپ کو جانچے، تو اس سے ظاہر ہے کہ اگر کچھ ناپاک لوگ ہمارے ساتھ موجود بھی ہوں تو اس سے ہمیں نقصان نہیں ہوتا۔

وہ آگے یہ بھی کہتا ہے کہ: "جو کوئی ناپاکی سے کھاتا پیتا ہے، وہ اپنے لیے سزا کماتا ہے"۔ وہ یہ نہیں کہتا کہ دوسروں کے لیے، بلکہ اپنے لیے۔ اور یہ درست ہے، کیونکہ کسی شخص کو قبول کرنے یا خارج کرنے کا حق افراد کے فیصلے پر نہیں چھوڑا جانا چاہیے۔ یہ اختیار پوری کلیسیا کو حاصل ہے، اور وہ بھی باقاعدہ نظام کے تحت، جیسا کہ آگے بیان ہوگا۔ لہٰذا یہ انصاف نہیں کہ کسی فرد کو دوسرے کی ناپاکی کی وجہ سے ناپاک قرار دیا جائے، حالانکہ نہ تو وہ اُسے روک سکتا ہے اور نہ ہی اُس کا یہ اختیار ہے کہ اُسے اس شرکت سے روکے۔

16۔ کامل ہونے کا جھوٹا دعویٰ بگڑی ہوئی سوچ سے پیدا ہوتا ہے:

کبھی کبھار نیک لوگ بھی راستبازی کے لیے بغیر سوچا سمجھا جوش دکھاتے ہیں۔ لیکن ہم دیکھیں گے کہ یہ حد سے بڑھی ہوئی سختی اکثر سچی پاکیزگی اور خالص غیرت کا نتیجہ نہیں ہوتی، بلکہ غرور اور اپنے آپ کو بہت مقدس سمجھنے کی غلط سوچ سے پیدا ہوتی ہے۔

عام طور پر وہ لوگ جو سب سے زیادہ آگے بڑھ کر کلیسیا سے علیحدگی کی بات کرتے ہیں، اُن کا اصل مقصد دوسروں کو حقیر سمجھ کر اپنی برتری ظاہر کرنا ہوتا ہے۔ اسی لیے آگسٹین نے بڑی دانائی سے کہا کہ کلیسیائی نظم و ضبط اور دیندار عقل کو خاص طور پر روح کی اُس وحدت کا خیال رکھنا چاہیے جو سلامتی کے بندھن میں بندھی ہوتی ہے، اور جس کے بارے میں رسول نے حکم دیا ہے کہ ہم ایک دوسرے کو برداشت کرتے ہوئے قائم رکھیں۔ کیونکہ اگر یہ وحدت قائم نہ رہے تو اصلاح کا عمل فائدہ مند نہیں بلکہ نقصان دہ ہو جاتا ہے۔

وہ لوگ جو دوسروں کی بدی سے حقیقی نفرت کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنے جھگڑوں کے شوق میں کمزور بھائیوں کو اپنی طرف کھینچنے یا جماعت کو تقسیم کرنے کی کوشش کرتے ہیں، وہ دراصل غرور سے بھرے ہوتے ہیں۔ وہ سختی کا لبادہ اُوڑھ کر اپنے آپ کو سچائی کا علمبردار ظاہر کرتے ہیں، حالانکہ وہ بے جا سختی کے ذریعے اُن تعلیمات کو، جو مقدس نوشتوں میں محبت اور امن کی وحدت کو قائم رکھتے ہوئے بھائیوں کی اصلاح کے لیے دی گئی ہیں، توڑ پھوڑ اور ناجائز تفرقہ کے لیے استعمال کرتے ہیں۔(آگسٹن، "کنٹر وورسیز پیرمین"، باب 1)

آگسٹین نیک اور نرم دل لوگوں کو یہ مشورہ دیتا ہے کہ جس خرابی کو وہ درست کر سکتے ہیں اُسے نرمی سے درست کریں، اور جسے درست نہیں کر سکتے اُسے صبر سے برداشت کریں، اور محبت کے ساتھ اُس پر افسوس اور دُکھ کا اظہار کریں، یہاں تک کہ خدا خود اصلاح کر دے، یا قیامت کے دن فصل کے وقت جڑی بوٹیوں کو جڑ سے اُکھاڑ دے اور بھوسے کو جدا کر دے۔

پس سب دیندار لوگ اِن باتوں کو اپنے دفاع کا ہتھیار بنائیں، تاکہ وہ اپنے آپ کو راستبازی کا بڑا محافظ سمجھتے ہوئے آسمان کی بادشاہی سے دور نہ ہو جائیں، کیونکہ وہی راستبازی کی حقیقی بادشاہی ہے۔ چونکہ خدا نے پسند کیا ہے کہ اُس کی کلیسیا کی رفاقت اسی ظاہری جماعت میں قائم رکھی جائے، اس لیے جو شخص بُرے لوگوں سے نفرت کی وجہ سے اس رفاقت کے بندھن کو توڑتا ہے، وہ خطرناک راستے پر چل پڑتا ہے اور ممکن ہے کہ مقدسوں کی رفاقت سے خود ہی کٹ جائے۔

وہ یہ بھی سوچیں کہ بڑی جماعت میں کئی لوگ ایسے ہو سکتے ہیں جو اُن کی نظر سے اُوجھل ہوں مگر خدا کی نظر میں سچے اور راستباز ہوں۔ وہ یہ بھی یاد رکھیں کہ جنہیں وہ گناہگار سمجھتے ہیں اُن میں سے بہت سے لوگ اپنے گناہوں سے خوش نہیں ہوتے بلکہ خدا کے خوف سے بار بار بیدار ہو کر بہتر زندگی کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ یہ بھی یاد رکھیں کہ کسی ایک عمل کی بنیاد پر کسی شخص کا فیصلہ کرنا درست نہیں، کیونکہ سب سے زیادہ مقدس لوگ بھی کبھی سخت گراوٹ کا شکار ہو سکتے ہیں۔ اور یہ بھی یاد رکھیں کہ خدا کے کلام کی خدمت اور رسومات میں شرکت کے ذریعے کلیسیا کو جمع رکھنے کی جو قدرت ہے، وہ اتنی بڑی ہے کہ چند بُرے لوگوں کی وجہ سے بالکل بے اثر نہیں ہو جاتی۔

آخر میں وہ یہ بات ذہن میں رکھیں کہ کلیسیا کے بارے میں فیصلہ کرتے وقت خدا کا فیصلہ انسانی فیصلے سے زیادہ اہم ہے۔

کلیسیا کی نامکمل پاکیزگی تفرقہ کا جواز نہیں، بلکہ اسی میں گناہوں کی معافی کا عمل جاری رہتا ہے (باب 17-22)

17۔ کلیسیا کی پاکیزگی:

چونکہ کچھ لوگ یہ دلیل دیتے ہیں کہ کلیسیا کو "پاک" کہا جاتا ہے، اس لیے ضروری ہے کہ ہم سمجھیں کہ اُس کی پاکیزگی کی حقیقت کیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم صرف اُسی جماعت کو کلیسیا مانیں جو ہر لحاظ سے مکمل اور بے عیب ہو، اور یوں حقیقت میں کوئی کلیسیا باقی ہی نہ رہے۔

یہ سچ ہے، جیسا کہ پولس رسول کہتا ہے، کہ مسیح نے "کلیسیا سے مُحبّت کر کے اپنے آپ کو اُس کے واسطے مَوت کے حوالہ کر دِیا۔ تاکہ اُس کو کلام کے ساتھ پانی سے غُسل دے کر اور صاف کر کے مُقدّس بنائے۔ اور ایک اَیسی جلال والی کلِیسیا بنا کر اپنے پاس حاضِر کرے جِس کے بدن میں داغ یا جُھرّی یا کوئی اَور اَیسی چِیز نہ ہو بلکہ پاک اور بے عَیب ہو۔" (افسیوں 5:25-27)۔ لیکن یہ بھی سچ ہے کہ خداوند روز بروز اُس کی شکنیں دور کر رہا ہے اور اُس کے داغ مٹا رہا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کلیسیا کی پاکیزگی ابھی کامل نہیں ہوئی۔ پس کلیسیا کی پاکیزگی یہ ہے کہ وہ ہر روز ترقی کرتی ہے، مگر ابھی مکمل نہیں ہوئی؛ وہ آگے بڑھ رہی ہے، مگر ابھی منزل تک نہیں پہنچی۔

لہٰذا، جب نبی پیش گوئی کرتے ہیں کہ "تب یروشلِیم بھی مُقدّس ہو گا، اور پھر اُس میں کِسی اجنبی کا گُذر نہ ہو گا"۔ اور "اور وہاں ایک شاہراہ اور گُذر گاہ ہو گی جو مُقدّس راہ کہلائے گی جِس سے کوئی ناپاک گُذر نہ کرے گا"۔ (یوایل 3:17؛ یسعیاہ 35:8)، تو ہمیں یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ کلیسیا کے ارکان میں کوئی کمزوری باقی نہیں رہتی۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ دل و جان سے پاکیزگی اور کامل طہارت کی خواہش رکھتے ہیں، اور جو پاکیزگی ابھی پوری طرح حاصل نہیں ہوئی، خدا اپنے فضل سے اُسے اُن کے نام لکھ دیتا ہے۔ اگرچہ ایسی پاکیزگی کی علامتیں انسانوں میں بہت کم نظر آتی ہیں، پھر بھی ہمیں یقین رکھنا چاہیے کہ دنیا کے آغاز سے آج تک کبھی ایسا وقت نہیں آیا جب خدا کی کلیسیا موجود نہ ہو، اور نہ ہی آخری انجام تک ایسا ہوگا۔ اگرچہ آدم کے گناہ سے پوری انسانیت بگڑ گئی تھی، مگر اِسی آلودہ جماعت میں سے خدا ہمیشہ کچھ لوگوں کو عزت کے برتن کے طور پر پاک کرتا رہا ہے، تاکہ کوئی زمانہ اُس کی رحمت کے تجربے سے خالی نہ رہے۔ خدا نے اس بات کا وعدوں کے ذریعے اعلان کیا ہے، جیسے:

"مَیں نے اپنے برگُزِیدہ کے ساتھ عہد باندھا ہے۔ مَیں نے اپنے بندہ داؤُد سے قَسم کھائی ہے۔ مَیں تیری نسل کو ہمیشہ کے لِئے قائِم کرُوں گا اور تیرے تخت کو پُشت در پُشت بنائے رکھُوں گا۔" (زبور 89:3-4)۔ "کیونکہ خُداوند نے صِیُّون کو چُنا ہے۔اُس نے اُسے اپنے مسکن کے لِئے پسند کِیا ہے۔یہ ہمیشہ کے لِئے میری آرام گاہ ہے۔ مَیں یہِیں رہُوں گا کیونکہ مَیں نے اِسے پسند کِیا ہے۔" (زبور 132:13-14)۔ اور یرمیاہ کی کتاب میں فرمایا کہ : "خُداوند جِس نے دِن کی روشنی کے لِئے سُورج کو مُقرّر کِیا اور جِس نے رات کی رَوشنی کے لِئے چاند اور سِتاروں کا نِظام قائِم کِیا جو سمُندر کو مَوجزن کرتا ہے جِس سے اُس کی لہریں شور کرتی ہیں یُوں فرماتا ہے۔ اُس کا نام ربُّ الافواج ہے۔ خُداوند فرماتا ہے

اگر یہ نِظام میرے حضُور سے مَوقُوف ہو جائے تو اِسرائیل کی نسل بھی میرے سامنے سے جاتی رہے گی کہ ہمیشہ تک پِھر قَوم نہ ہو۔" (یرمیاہ 31:35-36)۔

18۔ نبیوں کی مثالیں:

اس معاملے میں خود مسیح، اُس کے رسولوں اور تقریباً تمام نبیوں نے ہمارے لیے مثالیں پیش کی ہیں۔ یسعیاہ، یرمیاہ، یوایل، حبقوق اور دوسرے نبیوں نے یروشلیم کی کلیسیا کی خرابیوں کو نہایت سخت الفاظ میں بیان کیا ہے۔ لوگوں میں، حکمرانوں میں اور کاہنوں میں اِس قدر بگاڑ تھا کہ یسعیاہ نے یروشلیم کو سدوم اور عمورہ سے تشبیہ دینے میں بھی ہچکچاہٹ نہیں کی (یسعیاہ 10:1)۔ دین کو کہیں حقیر جانا جاتا تھا اور کہیں اِسے بگاڑ دیا گیا تھا۔ اخلاق کے لحاظ سے ہر طرف چوری، ڈاکہ زنی، غداری، قتل اور اسی طرح کے جرائم پائے جاتے تھے۔ لیکن اِن سب کے باوجود نبیوں نے اپنے لیے الگ جماعتیں قائم نہیں کیں اور نہ ہی الگ قربان گاہیں بنائیں کہ وہ وہاں اپنی علیحدہ عبادت کریں۔

بلکہ اُنہوں نے یہ سوچا کہ خدا نے اپنا کلام اِنہی لوگوں کے سپرد کیا ہے اور وہی عبادتی رسومات مقرر کی ہیں جن کے ذریعے اُس وقت اُس کی پرستش کی جاتی تھی۔ اس لیے وہ بدکار لوگوں کے درمیان رہتے ہوئے بھی پاک ہاتھوں کے ساتھ خدا کی طرف رجوع کرتے رہے۔ اگر وہ سمجھتے کہ اس طرح وہ خود ناپاک ہو جائیں گے تو وہ سو بار مرنا قبول کر لیتے مگر وہاں نہ جاتے۔ اس لیے اُنہیں الگ ہونے سے کسی چیز نے نہیں روکا سوائے اس کے کہ وہ وحدت کو قائم رکھنا چاہتے تھے۔ جب مقدس نبیوں نے ایک دو افراد کے نہیں بلکہ تقریباً پوری قوم کے بے شمار اور سنگین گناہوں کے باوجود کلیسیا کو نہیں چھوڑا، تو اگر ہم صرف اس وجہ سے کہ سب لوگوں کی زندگی ہمارے معیار یا مسیحی اقرار کے مطابق نہیں، فوراً کلیسیا کی رفاقت چھوڑ دیں، تو ہم اپنے آپ کو حد سے زیادہ بڑا سمجھتے ہیں۔

19. مسیح اور اس کے رسولوں کی مثال:

مسیح اور اُس کے رسولوں کا زمانہ کیسا تھا؟ اُس وقت فریسیوں کی سخت بددیانتی اور لوگوں کی عام بد اخلاقی ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔ لیکن اِن سب کے باوجود مسیح اور اُس کے رسول لوگوں کے ساتھ وہی مقدس رسومات ادا کرتے تھے اور عبادت کے لیے ایک ہی ہیکل میں جمع ہوتے تھے۔ ایسا کیوں تھا؟ اس لیے کہ وہ جانتے تھے کہ جو لوگ پاک نیت کے ساتھ اِن عبادتی رسومات میں شریک ہوتے ہیں، وہ بدکار لوگوں کی موجودگی سے ناپاک نہیں ہو جاتے۔

اگر کوئی شخص نبیوں اور رسولوں کی مثال سے متاثر نہیں ہوتا، تو کم از کم مسیح کے اختیار کو تو مانے۔ اسی لیے سیپرین (Cyprian) نے ٹھیک کہا کہ اگر کلیسیا میں جڑی بوٹیاں یا ناپاک برتن موجود ہوں، تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم خود کلیسیا چھوڑ دیں۔ ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہم گیہوں بنیں۔ ہمیں اپنی پوری طاقت لگانی چاہیے کہ ہم سونے یا چاندی کے برتن بنیں۔ لیکن مٹی کے برتنوں کو توڑنا صرف خداوند کا کام ہے، جسے لوہے کا عصا دیا گیا ہے۔ کوئی شخص اپنے آپ کو یہ حق نہ دے جو صرف خدا کے بیٹے کو حاصل ہے، اور نہ یہ سمجھے کہ وہ خود ہی کھلیان کو صاف کر سکتا ہے، بھوسے کو جدا کر سکتا ہے، یا انسانی فیصلے سے تمام جڑی بوٹیوں کو نکال سکتا ہے۔ ایسی بے جا سختی دراصل غرور اور بے ادبی ہے۔

پس دو باتوں کو پکا سمجھ لیا جائے:

پہلی بات: جو شخص اپنی مرضی سے اُس کلیسیا کی ظاہری رفاقت چھوڑ دیتا ہے جہاں خدا کا کلام سنایا جاتا ہے اور مقدس رسومات ادا کی جاتی ہیں، اُس کے پاس کوئی عذر نہیں۔

دوسری بات: چاہے چند لوگوں میں یا بہت سے لوگوں میں کمزوریاں کیوں نہ ہوں، پھر بھی ہمیں خدا کے مقرر کیے ہوئے احکام کے مطابق وہاں اپنے ایمان کا اقرار کرنے سے کوئی چیز نہیں روک سکتی۔ کیونکہ ایک دیندار انسان کا ضمیر دوسرے کی ناپاکی سے خراب نہیں ہوتا، چاہے وہ خادم ہو یا عام فرد۔ اور مقدس رسومات ایک راستباز انسان کے لیے کم پاک یا کم فائدہ مند نہیں ہوتیں، چاہے وہ بیک وقت کسی ناپاک شخص کے ہاتھوں ادا کی جا رہی ہوں۔

20. گناہوں کی معافی اور کلیسیا:

اُن لوگوں کی سخت مزاجی اور غرور یہاں تک بڑھ جاتا ہے کہ وہ اُس کلیسیا کو ماننے سے انکار کر دیتے ہیں جو بالکل بے عیب نہ ہو۔ اگر کوئی اچھا اُستاد ایمانداروں کو روحانی ترقی کی نصیحت کرے اور یہ سکھائے کہ وہ ساری زندگی اپنے گناہوں کے بوجھ پر افسوس کریں اور معافی کے لیے خدا کی طرف رجوع کرتے رہیں، تو یہ لوگ اس پر بھی ناراض ہوتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اس طرح ایمانداروں کو کاملیت سے دور کیا جاتا ہے۔

میں مانتا ہوں کہ ہمیں کاملیت کی طرف جانے میں سستی یا ٹھنڈا پن نہیں دکھانا چاہیے، اور نہ ہی اس کی تلقین چھوڑ دینی چاہیے۔ لیکن میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ جب ہم ابھی روحانی سفر میں ہوتے ہوئے، خود کو کامل سمجھنے لگیں، تو یہ شیطان کی چال ہے۔ اسی لیے رسولوں کے عقیدے میں کلیسیا پر ایمان کے بعد گناہوں کی معافی کا ذکر آتا ہے۔ کیونکہ معافی صرف اُن لوگوں کو ملتی ہے جو کلیسیا کے رکن اور اس کے گھرانے کے فرد ہوں، جیسے کہ یسعیاہ نبی کی کتاب میں ہم پڑھتے ہیں (یسعیاہ 24:33)۔

پس پہلے آسمانی یروشلیم کی تعمیر کا ذکر ہونا چاہیے، جس میں خدا اُن سب کے گناہ معاف کرتا ہے جو اُس کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ پہلے کلیسیا کا قائم ہونا ضروری ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ گناہوں کی معافی کے بغیر کلیسیا ہو سکتی ہے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ خدا نے اپنی رحمت کا وعدہ مقدس لوگوں کی رفاقت ہی میں کیا ہے۔ اس لیے کلیسیا اور خدا کی بادشاہی میں ہمارا پہلا داخلہ گناہوں کی معافی کے ذریعے ہوتا ہے۔ اس کے بغیر نہ ہمارا خدا کے ساتھ عہد ہو سکتا ہے اور نہ تعلق۔ خدا نبی کے ذریعے یوں فرماتا ہے کہ "تب مَیں اُن کے لِئے جنگلی جانوروں اور ہوا کے پرِندوں اور زمِین پر رینگنے والوں سے عہد کرُوں گا اور کمان اور تلوار اور لڑائی کو مُلک سے نیست کرُوں گا اور لوگوں کو امن و امان سے لیٹنے کا مَوقع دُوں گا۔ اور تُجھے اپنی ابدی نامزد کرُوں گا۔ ہاں تُجھے صداقت اور عدالت اور شفقت و رحمت سے اپنی نامزد کرُوں گا۔" (ہوسیع 2:18-19)

ہم دیکھتے ہیں کہ خدا اپنی رحمت کے ذریعے ہمیں اپنے ساتھ صلح میں لاتا ہے۔ ایک اور مقام پر، جہاں وہ اُن لوگوں کے دوبارہ جمع ہونے کی خبر دیتا ہے جنہیں اُس نے غصے میں منتشر کیا تھا، وہ فرماتا ہے کہ "مَیں اُن کو اُن کی ساری

بدکرداری سے جو اُنہوں نے میرے خِلاف کی ہے پاک کرُوں گا اور مَیں اُن کی ساری بدکرداری جس سے وہ میرے گُنہگار ہُوئے اور جس سے اُنہوں نے میرے خِلاف بغاوت کی ہے مُعاف کرُوں گا۔" (یرمیاہ 8:33)

اسی لیے کلیسیا کی رفاقت میں شامل ہونے کی ابتدا غسل کی علامت سے کی جاتی ہے، تاکہ ہمیں سکھایا جائے کہ ہم خدا کے گھرانے میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک کہ وہ اپنی مہربانی سے پہلے ہماری ناپاکیوں کو دھو نہ دے۔

21. کلیسیا کے ارکان کے لیے دائمی معافی:

خداوند صرف ایک بار ہمارے گناہ معاف کر کے ہمیں کلیسیا میں داخل نہیں کرتا، بلکہ اسی معافی کے ذریعے ہمیں کلیسیا میں قائم بھی رکھتا ہے اور ہماری حفاظت بھی کرتا ہے۔ اگر ہمیں ایسی معافی ملے جس سے بعد میں کوئی فائدہ نہ ہو، تو اُس کا کیا فائدہ؟ تمام دیندار لوگ گواہی دے سکتے ہیں کہ اگر خدا کی رحمت صرف ایک ہی بار ملتی، تو وہ بے فائدہ اور دھوکے کی بات ہوتی۔ کیونکہ ہر انسان اپنی ساری زندگی میں اپنی بہت سی کمزوریوں سے واقف رہتا ہے، جن کے لیے اُسے خدا کی رحمت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی لیے خدا نے یہ نعمت خاص طور پر اپنے گھرانے والوں سے وعدہ کی ہے، اور اسی لیے وہ ہر روز اُن تک صلح اور معافی کا پیغام پہنچانے کا حکم دیتا ہے۔ چنانچہ جب تک ہم زندہ ہیں، گناہ کے اثرات ہمارے اندر باقی رہتے ہیں۔ اگر خدا کا مسلسل فضل ہمارے گناہوں کو معاف نہ کرتا رہے، تو ہم ایک لمحے کے لیے بھی کلیسیا میں قائم نہیں رہ سکتے۔

دوسری طرف، خدا نے اپنے لوگوں کو ہمیشہ کی نجات کے لیے بلایا ہے۔ اس لیے اُنہیں یقین رکھنا چاہیے کہ اُن کے گناہوں کی معافی ہمیشہ اُن کے لیے تیار ہے۔ پس ہمیں مضبوطی سے یہ بات مان لینی چاہیے کہ جب ہم کلیسیا کے بدن میں شامل اور پیوست کیے جاتے ہیں، تو مسیح کی قربانی کے وسیلے اور روح القدس کی پاکیزگی کے ذریعے خدا کی فیاضی سے ہمارے گناہ معاف کیے گئے ہیں اور روزانہ معاف کیے جاتے رہتے ہیں۔

22. چابیوں کا اختیار:

یہ برکت ہمیں عطا کرنے کے لیے، چابیوں کا اختیار کلیسیا کو دیا گیا ہے (متی 16:19؛ 18:18)۔ کیونکہ جب مسیح نے رسولوں کو حکم دیا اور گناہ معاف کرنے کا اختیار دیا، تو اس کا مطلب صرف یہ نہیں تھا کہ وہ اُن لوگوں کے گناہ معاف کریں جو بدی سے توبہ کر کے مسیح پر ایمان لائیں، بلکہ یہ بھی کہ وہ ایمانداروں کے درمیان ہمیشہ یہ خدمت انجام دیتے رہیں۔ پولس رسول بھی یہی سکھاتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ صلح کرانے کی خدمت کلیسیا کے خادموں کو سونپی گئی ہے، تاکہ وہ وقتاً فوقتاً مسیح کے نام سے لوگوں کو نصیحت کریں کہ خدا سے صلح کر لو (2 کرنتھیوں 5:20)۔

پس مقدسوں کی رفاقت میں ہمارے گناہ کلیسیا کی خدمت کے ذریعے مسلسل معاف ہوتے رہتے ہیں۔ جب بزرگ یا بشپ، جنہیں یہ ذمہ داری دی گئی ہے، انجیل کے وعدوں کے ذریعے دیندار لوگوں کے ضمیر کو تسلی دیتے ہیں اور اُنہیں معافی اور بخشش کی اُمید دلاتے ہیں، تو یہ کام عوامی طور پر بھی ہوتا ہے اور ضرورت کے مطابق نجی طور پر بھی۔ کیونکہ بہت سے لوگ اپنی کمزوری کی وجہ سے خاص تسلی کے محتاج ہوتے ہیں۔ پولس کہتا ہے کہ اُس نے مسیح کے فضل کی گواہی نہ صرف عام اجتماع میں دی بلکہ گھر گھر جا کر بھی، اور ہر شخص کو نجات کی تعلیم یاد دلائی (اعمال 20:20-21)۔

یہاں تین باتیں یاد رکھنے کی ہیں:

پہلی بات: خدا کے بچوں میں جتنی بھی پاکیزگی ہو، وہ ہمیشہ اس شرط کے ساتھ ہے کہ جب تک وہ فانی جسم میں رہتے ہیں، وہ گناہوں کی معافی کے بغیر خدا کے حضور کھڑے نہیں ہو سکتے۔

دوسری بات: یہ نعمت خاص طور پر کلیسیا سے وابستہ ہے، اور ہم اسے تب تک حاصل نہیں کر سکتے جب تک ہم کلیسیا کی رفاقت میں قائم نہ رہیں۔

تیسری بات: یہ معافی ہمیں کلیسیا کے خادموں اور چرواہوں کے ذریعے دی جاتی ہے، چاہے انجیل کی منادی کے ذریعے ہو یا مقدس رسومات کی ادائیگی کے ذریعے۔ اسی میں چابیوں کے اُس اختیار کا خاص اظہار ہوتا ہے جو خداوند نے ایمانداروں کی جماعت کو عطا کیا ہے۔

اس لیے ہم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ گناہوں کی معافی وہیں تلاش کرے جہاں خداوند نے اِسے مقرر کیا ہے۔ جہاں تک نظم و ضبط سے متعلق عوامی صلح کا تعلق ہے، اُس کا ذکر ہم مناسب جگہ پر کریں گے۔

(ایمانداروں کی جماعت میں معافی کی مثالیں، باب 23-29)

23. تمام ایمانداروں کو اپنے گناہوں کی معافی طلب کرنی چاہیے:

جن انتہا پسند لوگوں کا میں نے ذکر کیا ہے، وہ کلیسیا سے نجات کے اس واحد سہارے "گناہوں کی معافی" کو چھین لینا چاہتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم اس خطرناک خیال کے خلاف اپنے ضمیر کو مضبوط کریں۔

پرانے زمانے میں نوواطی فرقے نے اسی عقیدے سے کلیسیاؤں میں ہلچل مچائی تھی۔ آج کے زمانے میں بعض اینابپٹسٹس (Anabaptists) بھی اُن ہی کی طرح اسی گمراہ خیال میں مبتلا ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ بپتسمہ میں خدا کے لوگ ایسی پاک اور فرشتوں جیسی زندگی کے لیے نئے سرے سے پیدا ہوتے ہیں جو کسی جسمانی ناپاکی سے آلودہ نہیں ہوتی۔ پھر اگر کوئی شخص بپتسمہ کے بعد گناہ کرے، تو وہ کہتے ہیں کہ اس کے لیے خدا کے سخت انصاف کے سوا کچھ نہیں۔

مختصر یہ کہ جو شخص فضل پانے کے بعد گناہ میں گر جائے، اُس کے لیے وہ معافی کی کوئی اُمید نہیں رکھتے۔ کیونکہ وہ گناہوں کی معافی کو صرف اسی حد تک مانتے ہیں جو نئی پیدائش کے وقت ملتی ہے۔ حالانکہ کلامِ مقدس اس جھوٹ کو صاف طور پر رد کرتا ہے، پھر بھی چونکہ یہ لوگ دوسروں کو دھوکا دینے میں کامیاب ہو جاتے ہیں (جیسے پرانے زمانے میں نوواطُس کے بھی بہت سے پیروکار تھے)، اس لیے مناسب ہے کہ ہم مختصر طور پر دکھائیں کہ اُن کی یہ سوچ کس قدر گمراہ کن ہے اور خود اُن کے اور دوسروں کے لیے تباہ کن ہے۔

سب سے پہلے، چونکہ ہمارے خداوند کے حکم کے مطابق مقدس لوگ روزانہ یہ دُعا کرتے ہیں کہ "ہمارے قرض معاف کر" (متی 6:12)، اس سے وہ اقرار کرتے ہیں کہ وہ قرض دار ہیں۔ اور وہ یہ دُعا بے فائدہ نہیں کرتے، کیونکہ خداوند نے اُنہیں صرف وہی مانگنے کا حکم دیا ہے جو وہ دینا چاہتا ہے۔ بلکہ اُس نے یہ وعدہ بھی کیا ہے کہ خدا باپ اُن کی یہ دُعا سنے گا، اور اس خاص درخواست یعنی معافی کے لیے خاص وعدہ بھی دیا ہے۔ پھر ہمیں اور کیا چاہیے؟ خداوند اپنے

مقدس لوگوں سے چاہتا ہے کہ وہ ساری زندگی، بغیر رُکے، اپنے گناہوں کا اقرار کرتے رہیں، اور وہ معافی کا وعدہ بھی کرتا ہے۔ تو پھر یہ کتنی بڑی گستاخی ہے کہ ہم اُنہیں گناہ سے بالکل پاک سمجھ لیں، یا اگر وہ ٹھوکر کھائیں تو اُنہیں فضل سے بالکل خارج کر دیں؟ پھر خداوند ہمیں حکم دیتا ہے کہ ہم اپنے بھائی کو سات بار بلکہ سات دفعہ کے ستّر بار تک معاف کریں (متی 22:18)۔ وہ کن کے بارے میں کہتا ہے؟ کیا وہ ہمارے بھائی نہیں ہیں؟ اور اُس نے ایسا کیوں کہا؟ اس لیے کہ ہم اُس کی مہربانی کی نقل کریں۔ پس وہ خود بھی صرف ایک یا دو بار نہیں بلکہ جتنی بار ہم اپنے گناہوں کو محسوس کر کے گھبراتے ہیں اور آہ بھرتے ہوئے اُسے پکارتے ہیں، اتنی بار ہمیں معاف کرتا ہے۔

24۔ عہدِ قدیم میں گناہگار ایمانداروں پر خدا کا کثرت سے فضل: "شریعت"

آئیے کلیسیا کی ابتدا ہی سے بات شروع کریں۔ بزرگوں کا ختنہ ہو چکا تھا، وہ عہد میں شامل کیے جا چکے تھے، اور یقیناً اپنے باپ کی تربیت سے راستبازی اور دیانت داری کی تعلیم پا چکے تھے۔ اس کے باوجود اُنہوں نے اپنے ہی بھائی (یوسف) کے قتل کی سازش کی۔ یہ ایسا جرم تھا جسے بڑے سے بڑا ڈاکو بھی ناپسند کرتا۔ آخر کار، یہوداہ کی باتوں سے کچھ نرم ہو کر اُنہوں نے اپنے بھائی کو قتل کرنے کی بجائے بیچ دیا، لیکن یہ بھی سخت ظلم تھا۔ شمعون اور لاوی نے سکم کے لوگوں سے نہایت برا بدلہ لیا، جسے اُن کے باپ نے بھی ناپسند کیا۔ روبن نے بُری خواہش میں اپنے باپ کے بستر کو ناپاک کیا۔ یہوداہ نے زنا کا اِرادہ کرتے ہوئے اپنی بہو کے ساتھ فطرت کے خلاف گناہ کیا۔ لیکن اِن سب کے باوجود وہ چنے ہوئے لوگوں میں سے خارج نہیں کیے گئے، بلکہ وہی آگے چل کر قوم کے سردار بنے۔

پھر داؤد کا کیا حال تھا؟ وہ انصاف کے تخت پر بیٹھا تھا، مگر اُس نے اندھی خواہش کی خاطر ایک بے گناہ کا خون بہایا۔ وہ پہلے ہی نئی زندگی پا چکا تھا اور خدا کی طرف سے خاص پسندیدگی حاصل کر چکا تھا۔ اس کے باوجود اُس نے ایسا جرم کیا جس سے غیر قومیں بھی کانپ جاتیں۔ پھر بھی اُسے معافی ملی۔

اور اگر ہم خاص مثالوں کو چھوڑ بھی دیں، تو شریعت اور نبیوں میں خدا کی رحمت کے جتنے وعدے موجود ہیں، وہ سب اس بات کا ثبوت ہیں کہ خدا اپنے لوگوں کے گناہ معاف کرنے کے لیے تیار رہتا ہے۔ ورنہ موسیٰ کیوں یہ وعدہ کرتا کہ جب لوگ بغاوت میں گر کر پھر خداوند کی طرف لوٹیں گے، تو وہ اُن پر رحم کرے گا؟ "تو خُداوند تیرا خُدا تیری

اسیری کو پلٹ کر تجھ پر رحم کرے گا اور پھر کر تُجھ کو سب قَوموں میں سے جن میں خُداوند تیرے خُدا نے تُجھ کو پراگندہ کیا ہو جمع کرے گا۔" (استثنا 3:30)

25۔ عہدِ قدیم میں گناہگار ایمانداروں پر خدا کا کثرت سے فضل: "انبیا"

میں ایسی فہرست شروع نہیں کرنا چاہتا جو کبھی ختم نہ ہو سکے۔ نبیوں کی کتابیں ایسے ہی وعدوں سے بھری ہوئی ہیں، جن میں بے شمار گناہوں میں ڈوبی ہوئی قوم کے لیے خدا کی رحمت کا اعلان کیا گیا ہے۔

بغاوت سے بڑا کون سا گناہ ہو سکتا ہے؟ اسے خدا اور اُس کی کلیسیا کے درمیان طلاق کے برابر کہا گیا ہے۔ لیکن خدا اپنی بھلائی سے اس حالت پر بھی غالب آتا ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ " اگر کوئی مَرد اپنی بیوی کو طلاق دے دے اور وہ اُس کے ہاں سے جا کر کِسی دُوسرے مَرد کی ہو جائے تو کیا وہ پہلا پِھر اُس کے پاس جائے گا؟ کیا وہ زمِین نِہایت ناپاک نہ ہو گی؟ لیکن تُو نے تو بُہت سے یاروں کے ساتھ بدکاری کی ہے۔ کیا اب بھی تُو میری طرف پِھرے گی؟ خُداوند فرماتا ہے۔" اور "اَے برگشتہ اِسرائیل! واپس آ۔ مَیں تُجھ پر قہر کی نظر نہیں کرُوں گا کیونکہ خُداوند فرماتا ہے مَیں رحِیم ہُوں۔ میرا قہر دائمی نہیں۔" (یرمیاہ 1:3، 12) اور خُداوند کہتا ہے کہ "مُجھے مَرنے والے کی مَوت سے شادمانی نہیں۔ اِس لِئے باز آؤ اور زِندہ رہو۔" (حزقی ایل 23:18، 32)، یقیناً اُس کا دل مختلف نہیں ہو سکتا۔

جب سلیمان نے ہیکل کو مخصوص کیا تو اُس کے مقاصد میں سے ایک یہ تھا کہ وہاں گناہوں کی معافی کے لیے کی جانے والی دُعائیں سنی جائیں۔ اُس نے دعا کی کہ اے خداوند "اگر وہ تیرا گُناہ کریں (کیونکہ کوئی اَیسا آدمی نہیں جو گُناہ نہ کرتا ہو) اور تُو اُن سے ناراض ہو کر اُن کو دُشمن کے حوالہ کر دے اَیسا کہ وہ دُشمن اُن کو اسِیر کر کے اپنے مُلک میں لے جائے خواہ وہ دُور ہو یا نزدِیک۔ تَو بھی اگر وہ اُس مُلک میں جہاں وہ اسِیر ہو کر پُہنچائے گئے ہوش میں آئیں اور رُجُوع لائیں اور اپنے اسِیر کرنے والوں کے مُلک میں تُجھ سے مُناجات کریں اور کہیں کہ ہم نے گُناہ کِیا۔ ہم ٹیڑھی چال چلے اور ہم نے شرارت کی۔ سو اگر وہ اپنے دُشمنوں کے مُلک میں جو اُن کو اسِیر کر کے لے گئے اپنے سارے دِل اور اپنی ساری جان سے تیری طرف پِھریں اور اپنے مُلک کی طرف جو تُو نے اُن کے باپ دادا کو دِیا اور اِس شہر کی طرف جِسے تُو نے چُن لِیا اور اِس گھر کی طرف جو مَیں نے تیرے نام کے لِئے بنایا ہے رُخ کر کے تُجھ سے دُعا کریں۔ تو تُو آسمان

پر سے جو تیری سکُونت گاہ ہے اُن کی دُعا اور مُناجات سُن کر اُن کی حِمایت کرنا۔ اور اپنی قَوم کو جِس نے تیرا گُناہ کِیا اور اُن کی سب خطاؤں کو جو اُن سے تیرے خِلاف سرزد ہوں مُعاف کر دینا اور اُن کے اسِیر کرنے والوں کے آگے اُن پر رحم کرنا تاکہ وہ اُن پر رحم کریں۔" (1 سلاطین 8:46-50)

اور شریعت میں جو خدا نے گناہوں کے لیے روزانہ قربانی کا حکم دیا تھا، وہ بھی بے مقصد نہ تھا۔ اگر خدا جانتا نہ ہوتا کہ اُس کی قوم مسلسل گناہ کی بیماری میں بتلا رہے گی، تو وہ کبھی یہ شفا بخش تدابیر مقرر نہ کرتا۔

26۔ عہدِ جدید میں گناہگار ایمانداروں پر خدا کا کثرت سے فضل:

کیا مسیح کی آمد، جس کے ذریعے خدا کے فضل کی پوری بھرپوری ظاہر ہوئی، ایمانداروں سے یہ حق چھین لیتی ہے کہ وہ اپنے گناہوں کی معافی مانگیں؟ اگر وہ خداوند کے خلاف گناہ کریں تو کیا اُنہیں کوئی رحم نہ ملے؟ اگر ایسا ہو تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ مسیح اپنے لوگوں کی نجات کے لیے نہیں بلکہ اُن کی تباہی کے لیے آیا تھا۔

اگر عہدِ قدیم میں مقدس لوگوں کے لیے گناہوں کی معافی کا انتظام ہمیشہ موجود تھا، تو کیا اب کہا جائے کہ وہ ختم کر دیا گیا ہے؟ لیکن اگر ہم کلامِ مقدس پر یقین کریں، جو صاف اعلان کرتا ہے کہ مسیح میں ہی خدا کا فضل اور محبت پوری طرح ظاہر ہوئی، اُس کی رحمت کی دولت انڈیل دی گئی، اور خدا اور انسان کے درمیان صلح قائم کی گئی (ططس 2:11؛ 3:4؛ 2 تیمتھیس 1:9-10)، تو ہمیں ہرگز شک نہیں کرنا چاہیے کہ ہمارے آسمانی باپ کی مہربانی پہلے سے کہیں زیادہ ظاہر ہوئی ہے، نہ کہ کم ہو گئی ہے۔

اس کی مثالیں بھی موجود ہیں۔ پطرس نے خود مسیح سے سنا تھا کہ جو لوگوں کے سامنے اُس کا انکار کرے گا، اُس کا انکار خدا کے فرشتوں کے سامنے کیا جائے گا۔ لیکن اِسی پطرس نے ایک ہی رات میں دو بار بلکہ قسمیں کھا کر مسیح کا انکار کیا، پھر بھی اُسے معافی ملی (مرقس 8:38)۔ تھسلنیکے کے جو لوگ بے ترتیبی سے زندگی گزار رہے تھے، اُنہیں تنبیہ کی گئی، مگر پھر بھی اُنہیں توبہ کی دعوت دی گئی (2 تھسلنیکیوں 3:6)۔ یہاں تک کہ شمعون جادوگر کو بھی مایوسی میں نہیں چھوڑا گیا، بلکہ پطرس نے اُسے دعا کرنے اور اُمید رکھنے کی نصیحت کی (اعمال 8:22)۔

27۔ گناہ کرنے والی کلیسیاؤں پر خدا کا کثرت سے فضل:

ہم اس بات کے بارے میں کیا کہیں کہ بعض اوقات پوری کی پوری کلیسیائیں بڑے گناہوں میں مبتلا ہو گئیں، پھر بھی پولُس نے اُنہیں تباہی کے حوالے نہیں کیا بلکہ رحم کے ساتھ اُنہیں سنبھالا اور درست راستے پر لانے کی کوشش کی؟ گلتیوں کی گمراہی کوئی معمولی بات نہ تھی۔ کرنتھیوں کی حالت تو اس سے بھی بدتر تھی، کیونکہ اُن میں گناہ زیادہ تھے اور کم سنگین بھی نہیں تھے۔ اس کے باوجود نہ گلتیوں کو اور نہ کرنتھیوں کو خدا کی رحمت سے خارج کیا گیا۔ بلکہ جو لوگ ناپاکی اور زنا میں دوسروں سے بڑھ کر گناہ کر چکے تھے، اُنہیں بھی صاف طور پر توبہ کی دعوت دی گئی۔

خداوند کا عہد قائم ہے اور ہمیشہ قائم رہے گا۔ وہی عہد جو اُس نے مسیح، جو حقیقی سلیمان ہے، اور اُس کے لوگوں کے ساتھ اِن الفاظ میں باندھا کہ "اگر اُس کے فرزند میری شرِیعت کو ترک کر دیں اور میرے احکام پر نہ چلیں۔ اگر وہ میرے آئین کو توڑیں اور میرے فرمان کو نہ مانیں تو مَیں اُن کو چھڑی سے خطا کی اور کوڑوں سے بدکاری کی سزا دُوں گا۔ لیکن مَیں اپنی شفقت اُس پر سے ہٹا نہ لُوں گا اور اپنی وفاداری کو باطِل ہونے نہ دُوں گا۔" (زبور 89:30-33)

مختصر یہ کہ خود عقیدہ کی ترتیب بھی ہمیں یاد دلاتی ہے کہ گناہوں کی معافی ہمیشہ مسیح کی کلیسیا میں موجود رہتی ہے۔ کیونکہ جب کلیسیا کا ذکر آتا ہے تو فوراً اس کے بعد گناہوں کی معافی کا ذکر کیا جاتا ہے۔

28۔ کیا صرف وہی گناہ معاف ہوتے ہیں جو انجانے میں کیے جائیں؟

کچھ لوگ، جو کچھ زیادہ سمجھ رکھتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ نوواطس کا عقیدہ کلامِ مقدس سے صاف رد ہو جاتا ہے، یہ نہیں کہتے کہ ہر گناہ ناقابلِ معافی ہے۔ لیکن وہ یہ کہتے ہیں کہ صرف وہ گناہ ناقابلِ معافی ہے جو کوئی شخص جان بوجھ کر اور اپنی مرضی سے شریعت کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کرے۔ اُن کے مطابق معافی صرف اُن گناہوں کے لیے ہے جو لاعلمی میں کیے جائیں۔

لیکن شریعت میں خداوند نے حکم دیا تھا کہ کچھ قربانیاں ایمانداروں کے ارادی گناہوں کے کفارے کے لیےپیش کی جائیں، اور کچھ لاعلمی کے گناہوں کے لیے (احبار 4)۔ پھر یہ کتنی غلط بات ہے کہ جان بوجھ کر کیے گئے گناہ کے لیے

کسی کفارے کو نہ مانا جائے؟ میرے نزدیک اس سے زیادہ واضح بات کوئی نہیں کہ مسیح کی ایک ہی قربانی ایمانداروں کے ارادی گناہوں کو بھی معاف کرنے کے لیے کافی ہے۔ خداوند نے جسمانی قربانیوں کے ذریعے، جو اُس کی علامت تھیں، اسی حقیقت کی گواہی دی۔ پھر داؤد کو لاعلمی کا بہانہ کیسے دیا جا سکتا ہے؟ کیا داؤد، جو روزانہ دوسروں کو شریعت کے مطابق سزا دیتا تھا، یہ نہیں جانتا تھا کہ قتل اور زنا کتنا بڑا گناہ ہے؟ کیا بزرگوں نے بھائی کے قتل کو جائز سمجھا تھا؟ کیا کرنتھیوں نے اتنی کم روحانی ترقی کی تھی کہ وہ سمجھتے ہوں کہ خدا بدکاری، ناپاکی، زنا، دشمنی اور جھگڑے سے خوش ہوتا ہے؟ کیا پطرس، جسے اتنی سنجیدگی سے خبردار کیا گیا تھا، یہ نہیں جانتا تھا کہ اپنے آقا کا انکار کرنا کتنا بڑا گناہ ہے؟

پس جب خدا کی رحمت اتنی مہربانی سے ظاہر کی گئی ہے، تو ہمیں اپنی ضد اور سختی سے اُس کے دروازے بند نہیں کرنے چاہئیں۔

29. قدیم کلیسیا میں "دوسری توبہ" کا سوال:

میں اس بات سے واقف ہوں کہ قدیم مصنفین کے نزدیک وہ گناہ جو روزانہ ایمانداروں کو معاف کیے جاتے ہیں، عموماً وہ ہلکی لغزشیں تھیں جو انسانی کمزوری کی وجہ سے ہو جاتی ہیں۔ جبکہ اُن کے خیال میں بڑے اور سنگین جرائم کے لیے جو باقاعدہ توبہ مقرر کی جاتی تھی، وہ بپتسمہ کی طرح دوبارہ نہیں دہرائی جانی چاہیے تھی۔

لیکن اس رائے کو یوں نہ سمجھا جائے کہ وہ اُن لوگوں کو مایوسی میں ڈالنا چاہتے تھے جو پہلی توبہ کے بعد گناہ میں گر گئے ہوں، یا یہ کہ وہ ان لغزشوں کو خدا کے نزدیک معمولی سمجھتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ مقدس لوگ بھی اکثر بے ایمانی کے باعث ٹھوکر کھا جاتے ہیں، کبھی کبھی بے سوچے سمجھے قسم کھا لیتے ہیں، بعض اوقات غصے میں آ جاتے ہیں بلکہ کھلم کھلا سخت باتیں بھی کہہ دیتے ہیں، اور اس کے علاوہ بھی کئی ایسی کمزوریوں میں مبتلا ہوتے ہیں جو خداوند کو ناپسند ہیں۔

لیکن وہ ان گناہوں کو اس لیے الگ نام دیتے تھے تاکہ انہیں اُن کھلے اور عوامی جرائم سے ممتاز کریں جو کلیسیا کی نگرانی میں آتے تھے اور جن سے بڑا ٹھوکر کا سبب پیدا ہوتا تھا۔ جن لوگوں نے ایسے گناہ کیے ہوتے تھے جن پر کلیسیائی

تادیب ضروری ہوتی تھی، اُنہیں معاف کرنے میں جو سختی کی جاتی تھی، وہ اس لیے نہیں تھی کہ وہ سمجھتے تھے خدا سے معافی حاصل کرنا مشکل ہے۔ بلکہ وہ اس سختی کے ذریعے دوسروں کو ڈرانا چاہتے تھے تاکہ وہ جلد بازی میں ایسے جرائم کا ارتکاب نہ کریں جو اُنہیں کلیسیا کی رفاقت سے دور کر دیں۔ تاہم خداوند کا کلام، جو اس معاملے میں ہمارا واحد معیار ہونا چاہیے، زیادہ نرمی کی تعلیم دیتا ہے۔ کیونکہ وہ سکھاتا ہے کہ نظم و ضبط میں ایسی سختی نہیں ہونی چاہیے کہ وہ اُس شخص کو حد سے زیادہ غم میں ڈبو دے جس کی بھلائی کے لیے یہ سب کیا جا رہا ہے (2 کرنتھیوں 7:2)، جیسا کہ ہم پہلے ہی تفصیل سے بیان کر چکے ہیں۔

The End

مزید معلومات، مسیحی کتب، پوڈکاسٹ اور آرٹیکل حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں

www.reformedbytruth.com

صرف ذاتی اور نجی استعمال کے لیے نقل کی اجازت ہے، فروخت کے لیے نہیں۔
Duplication of this document is permitted for personal, private use only.